عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۳ • شمارہ نمبر: ۱۸
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

گورنر پنجاب کے نام خط

مجازی نبوت کا تارِ عنکبوت

اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مرزا غلام قادیانی

اپنے عقیدہ و کریکٹر کے آئینہ میں

قادیانیت

عدالتی فیصلوں کی روشنی میں

انگریزوں نے برصغیر کے باشندوں کے اخلاق تباہ کر دیئے

آپ کے مسائل

شک کی صورت میں سجدہ سہو

سوال :- شک کی بناء پر سجدہ سہو کیا جاسکتا ہے؟ مطلب یہ کہ دل میں یہ شک ہے کہ میں نے فلاں جگہ غلطی کی ہے۔

جواب :- شک کی صورت میں سجدہ سہو کرلینا چاہئے۔

سوال :- نماز میں غلطی ہوگئی پھر آدمی سجدہ سہو کرنا بھول گیا۔ اس نے ایک سلام پھیرلیا' کیا کیا جائے؟

جواب :- جب تک قبلہ سے رخ نہیں بدلا سجدہ سہو کرکے نماز پوری کرے۔

سوال :- نماز میں ایک ساتھ دو تین غلطیاں ہوجائیں تو نماز ختم ہوجاتی ہے یا سجدہ سہو کرنے سے صحیح ہوجائے گی؟

جواب :- ایک سجدہ سہو کافی ہے۔

سوال :- پیش امام دوسری یا تیسری رکعت میں ہے اگر کسی نے نیت کرکے ثنا بھی پڑھ لی تو امام جب سلام پھیرے گا تو آدمی کھڑا ہوکر دوبارہ ثنا پڑھے یا سجدہ سہو کرے؟

جواب :- دوسری تیسری رکعت میں امام کے ساتھ ثنا نہیں پڑھی جاتی۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی باقی رکعتوں کو پورا کرے تو پہلی رکعت میں ثناء پڑھے۔

سوال :- کسی نے منت مانی کہ میری طبیعت ٹھیک رہے گی تو روزانہ دو نفل پڑھے گی لیکن اب طبیعت کبھی کبھی پھر خراب ہوجاتی ہے یا نماز یعنی دو نفل نہیں پڑھی جاتی تو کچھ اس کے بارے میں بتادیں۔

جواب :- اس صورت میں دو نفل لازم نہیں کیونکہ منت کی شرط پوری نہیں ہوتی۔

سوال :- کسی کی تین رکعت نکل جائیں تو چوتھی میں تو امام خود صرف الحمد پڑھ لے گا لیکن جب امام سلام پھیرے تو مقتدی کھڑے ہوکر صرف الحمد پڑھے یا سورۃ بھی پڑھے اور آخر میں صرف الحمد پڑھے؟

جواب :- پہلی رکعت میں ثنا' اعوذ باللہ' بسم اللہ' فاتحہ اور سورۃ پڑھے۔ دوسری رکعت میں بسم اللہ کے ساتھ سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے اور تیسری رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھے۔

سوال :- یہ سنت نماز کی نیت صحیح ہے۔ نیت کرتا ہوں میں چار رکعت نماز سنت رسول واسطے اللہ تعالیٰ کے وقت فلاں منہ میرا کعبہ شریف کی طرف؟

جواب :- اتنی لمبی نیت کرنے کی ضرورت نہیں۔ بس یہ نیت کرلے کہ نماز سنت ادا کرتا ہوں۔

نفاس کے خون کے مسائل

سوال :- معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ بچے کی پیدائش کے بعد عورت کتنے عرصے تک حالت نجاست میں رہتی ہے اور اس کی درست مدت کتنی اور کس طرح ہے عام حالات میں۔

۱۔ روایتی طور پر پیدائش سے لے کر ۴۰ روز یا ۵ ہفتوں تک نجاست کی روایتی باتیں عام ہیں۔

۲۔ کتنا عرصہ رجوع کرنے میں درمیان میں باقی رہتا ہے۔

۳۔ کھانا پکانے سے کتنا عرصہ اجتناب برتنا چاہئے۔

جواب :- بچے بچی کی پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے اس کو "نفاس" کہتے ہیں' نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ اگر عورت پہلے پاک ہوجائے (خون بند ہوجائے) تو غسل کرکے نماز روزہ کرے' شوہر کے لئے بھی حلال ہے' اور اگر خون بند نہ ہو تو چالیس دن پورے ہونے کے بعد عورت شرعاً پاک سمجھی جائے گی' غسل کرکے نماز روزہ کرے۔ کھانا پکانے پر شرعاً کوئی پابندی نہیں' بلکہ جب بھی عورت میں اتنی ہمت اور قوت پیدا ہوجائے کہ وہ گھر کا کاروبار کھانا پکانا کرسکے تو اس کو کرنا چاہئے۔ شرعاً کوئی حرج نہیں۔

فریقین کے سلجھاؤ کا انداز

سوال :- میرا بھائی جو اپنے سگے چچا کے گھر شادی شدہ ہے اور اس کی بیوی کا بھائی ہماری بہن سے شادی شدہ ہے یعنی آمنے سامنے کا رشتہ ہے۔ کافی عرصہ سے غیر آباد ہیں۔ کئی مرتبہ بات کی کہ اصلاح ہوجائے مگر بے فائدہ ایک دوسرے کو نیچا دکھارہے ہیں اور زندگی خراب ہورہی ہے۔ کیا ان کو ویسے زندگی گزار کے مرجانا چاہئے یا بیویوں کو فارغ کرکے کوئی اور طریقہ کریں۔ یہ بھی بات ہے چونکہ کافی عرصہ سے شادی شدہ ہیں اور ہر ایک کے ایک دو بچے بھی ہیں جو کہ ان کی بیویوں کے ساتھ میکے میں رہتے ہیں۔ آپ اس کا حل بتائیں تاکہ ہماری پریشانی دور ہو۔ میں تو یہاں کام کرتا ہوں ان کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ شریعت کی رو سے کوئی حل بتائیں۔

جواب :- دونوں فریقوں کے نمائندے مقرر کردیئے جائیں' اور وہ آپس میں افہام و تفہیم کی کوشش کریں' ان کو سمجھائیں بجھائیں' بچوں کا مستقبل' قریبی رشتہ اور سب سے بڑھ کر آخرت کا وبال ان کے سامنے رکھیں' اگر کسی طرح بھی افہام و تفہیم پر آمادہ نہ ہوں تو شرافت سے علیحدگی کرا دی جائے۔

"گھر" سے کیا مراد ہے؟

سوال :- زید و بکر نہایت قریبی عزیز ہیں۔ خوشی و غمی میں دونوں کی شرکت لازمی ہے۔ باہمی تنازعہ میں زید نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو بکر کے گھر جائے گی تو تجھے طلاق ہے' طلاق ہے' طلاق ہے۔

۱۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس مبغوض صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے شرعاً یہ جائز ہے کہ بکر کو ترغیب دی جائے کہ وہ اپنا ملکیتی مکان اپنے ورثاء کے نام منتقل کردے۔

۲۔ انتقال ملکیت مکان کے بعد بکر اس مکان کا مالک نہیں رہا جس میں جانے سے زید نے اپنی بیوی کو روکا تھا۔ اب وہ مکان دیگر افراد کا ہوگیا۔ دریں حال کیا زید کی بیوی وہاں جائے تو طلاق سے محفوظ ہوجائے گی۔

زید نے یہ نہیں کہا کہ اس مکان میں نہ جا جس میں بکر رہتا ہے بلکہ یہ کہا تھا کہ بکر کے مکان میں نہ جانا۔

جواب :- "اگر تو بکر کے گھر جائے گی" میں وہ گھر مراد ہے جس میں بکر کی رہائش ہے' خواہ وہ بکر کی ملکیت کا مکان ہو یا اس کے کسی عزیز کا' یا کرائے کا۔ جس گھر میں بھی بکر سکونت پذیر ہوگا' وہاں جانے سے بیوی کو تین طلاقیں ہوجائیں گی۔ اس قسم سے نکلنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ زید اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دے' اور پھر اس سے کوئی تعلق نہ رکھے یہاں تک کہ عدت پوری ہوجائے۔ عدت پوری ہوجانے کے بعد عورت بکر کے گھر چلی جائے اور اس کے بعد زید سے اس کا دوبارہ نکاح کرا دیا جائے۔ اب اگر وہ بکر کے گھر جائے گی تو اس کو طلاق نہیں ہوگی۔

نامحرم سے ہاتھ ملانا

سوال :- ہم جب قریبی عزیز کے گھر جاتے ہیں یعنی چچا ماموں خالہ وغیرہ کے گھر تو وہاں چچا زاد ماموں زاد خالہ زاد وغیرہ تو وہ ہاتھ ملانا چاہیں یا سر نزدیک لائیں تو ان کے ساتھ ہاتھ ملانا چاہئے یا ان کے سر پر دلاسہ وغیرہ دینا چاہئے یا کہ نہیں جو کہ بڑا بھائی سمجھتی ہیں اور سر یا ہاتھ نزدیک لاتی ہیں اگر ہاتھ نہ ملائیں یا دلاسہ نہ دیں تو وہ ناراض ہوتی ہیں جواب سے نوازیں ان کے ساتھ ہاتھ وغیرہ ملانا جائز ہے یا کہ نہیں۔

جواب :- نامحرم کے ساتھ ہاتھ ملانا حرام ہے اور ایک حدیث کے مطابق خنزیر کے خون میں ہاتھ ڈبونے کے برابر ہے۔ اس لئے ہاتھ نہ ملایا جائے' ان کے سر پر موٹا کپڑا ہو تو آنکھیں نیچی کرکے سر پر ہاتھ رکھ دے۔ اور اس سے بھی اچھا یہ ہے کہ ان کے سامنے جائیں ہی نہیں' اگر وہ ناراض ہوتی ہیں تو ہوتی رہیں' اللہ و رسول کی ناراضگی زیادہ سخت ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ کراچی

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۱۸ ● بتاریخ ۲۵ ربیع الثانی تا یکم جمادی الاول ۱۴۱۵ھ ● بمطابق ۳۰ ستمبر تا ۶ اکتوبر ۱۹۹۴ء

اس شمارے میں

۱۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ــــــــ ۲
۲۔ اداریہ ــــــــ ۴
۳۔ اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ــــــــ ۶
۴۔ گورنر پنجاب کے نام خط ــــــــ ۸
۵۔ علم دین اور تعلیم نسواں (قسط نمبر ۲) ــــــــ ۱۲
۶۔ مرزا قادیانی اپنے عقیدہ اور کیرکٹر کے آئینہ میں ــــــــ ۱۴
۷۔ قادیانیت عدالتی فیصلوں کی روشنی میں ــــــــ ۱۷
۸۔ قادیانیت دعویٰ نبوت سے اسمبلی کے فیصلے تک (آخری قسط) ــــــــ ۱۹
۹۔ جدید سائنسی تحقیقات قرآن کی روشنی میں (قسط نمبر ۳) ــــــــ ۲۱
۱۰۔ مجازی نبوت کا تار عنکبوت (قسط نمبر ۱) ــــــــ ۲۳
۱۱۔ اخبار ختم نبوت ــــــــ ۲۵

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حافظ محمد حنیف ندیم

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ڈیزائن
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۴۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۱۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر: عبدالرحمن باوا ○ طابع: سید شاہد حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۰۲ بنوری ٹاؤن کراچی

کراچی میں ختم نبوت کے مجاہد قاری عبدالحکیم کی شہادت

کئی ماہ سے کراچی فرقہ واریت کی زد میں ہے' بہت سے افراد اس کی لپیٹ میں آچکے ہیں' پہلے تو قتل و غارت کا سلسلہ شروع تھا۔ اب قبضہ گروپ بھی لنگر لنگوٹ کس کر میدان میں کود چکا ہے۔ بہرحال گزشتہ جمعہ کی شب کو ختم نبوت کے ایک مجاہد مولانا قاری عبدالحکیم صاحب خطیب جامع مسجد الحمرا مارٹن کوارٹر جمشید روڈ کو بھی فائرنگ کرکے شہید کردیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ انہیں عقیدۂ ختم نبوت سے بے پناہ لگاؤ تھا تقریباً دو ماہ قبل قادیانیوں نے ان کے علاقے میں تبلیغ شروع کردی تھی اور ڈش انٹینا کے ذریعے جمعہ کو قادیانیوں کے بھگوڑے پیشوا مرزا طاہر کی تقریر سننے کی دعوت دی جانے لگی تھی۔ جس کی وجہ سے مرحوم اور علاقے کے نوجوانوں نے دفتر ختم نبوت سے مبلغین کو بلایا اور مرزائی مربی سے گفتگو ہوئی جس میں مرزائی مربی کو سخت ندامت اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد اس علاقے میں قادیانیت کی تبلیغ میں کافی حد تک کمی آگئی اور جن نوجوانوں پر قادیانی تبلیغ کے اثرات مرتب ہوئے تھے وہ بھی زائل ہوگئے۔

اس کے بعد وہاں جماعت کے مبلغ جاتے اور رد قادیانیت پر تقریریں کرتے رہے۔ قاری صاحب مرحوم کی مسجد ختم نبوت کا ایک مرکز بن گئی تھی۔ قاری صاحب نوجوانوں کی ایک تنظیم شبان ختم نبوت کے بھی عہدیدار تھے اور نوجوانوں کو منظم کرنے میں خوب دلچسپی لے رہے تھے۔ ان کے ساتھ دو کارکن بھی شہید ہوگئے۔ ہم اس واقعہ میں کسی کو نامزد تو نہیں کرسکتے لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ ان کی وجہ سے چونکہ قادیانیوں کا ناطقہ بند ہوگیا تھا اس لئے قادیانیوں نے اس مجاہد ختم نبوت کو اپنے راستے کا پتھر سمجھ کر شہید کیا ہے۔

حضرت شہیدؒ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ اب وہ اپنے خالق حقیقی سے جاملے اور وہ وہاں پہنچ گئے جہاں سے کوئی واپس نہیں آیا۔ ادارۂ ختم نبوت حضرت مرحوم کے لئے دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور سوگوار خاندان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے (آمین)۔ ادارہ اپنے قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست کرتا ہے۔ نیز حکومت سندھ سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس قتل کے پس پردہ عناصر کو بے نقاب کرے اور انہیں گرفتار کرکے عبرت ناک سزا دے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین کا تعزیتی بیان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین و مرکزی مبلغین خواجہ خواجگان شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ مرکزی امیر' محقق العصر شیخ طریقت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ مرکزی نائب امیر' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری مدظلہ مرکزی ناظم اعلیٰ' حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب' حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی' صاحبزادہ طارق محمود صاحب مرکزی ناظم نشر و اشاعت' حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' کراچی مجلس کے امیر جناب الحاج عبدالرحمٰن یعقوب باوا' ناظم اعلیٰ مولانا محمد انور فاروقی' عالمی مجلس صوبہ سندھ کے کنوینر حضرت علامہ مولانا احمد میاں حمادی' حضرت مولانا جمال اللہ الحسینی' مولانا حفیظ الرحمٰن نے قاری عبدالحکیم اور ان کے ساتھیوں کے اندوہناک قتل پر گہرے دکھ اور صدمے کا اظہار کیا ہے۔ مذکورہ حضرات نے اپنے بیان میں کہا کہ انہوں نے ناموس رسالتؐ اور عقیدہ ختم نبوتؐ کی حفاظت کے لئے جام شہادت نوش کیا ہے اور اس راستے میں بہنے والا خون کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ یہ خون قادیانیوں اور قادیانیت کے لئے موت کا پیغام ثابت ہوگا۔ انہوں نے اپنے بیان میں حکومت سندھ سے مطالبہ کیا کہ وہ علاقہ کے مربی اور سرکردہ قادیانیوں کو فوری طور پر گرفتار کرکے تحقیق کرے اور مجرموں کو سخت ترین سزا دے۔ اکابر اور مبلغین حضرات نے سوگوار خاندان سے گہری ہمدردی کا اظہار کرکے شہداء کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

گورنر پنجاب کی قادیانیوں کو تنبیہہ

گزشتہ دنوں جے یو آئی (ف) کے ایک وفد نے گورنر پنجاب جناب الطاف حسین سے ملاقات کی' اس ملاقات میں گورنر پنجاب کے گوش گزار کیا گیا کہ ملک میں عموماً اور صوبہ پنجاب میں خصوصاً قادیانیوں کی قانون شکنی کے واقعات میں بہت اضافہ ہو چکا ہے۔ وفد کے ارکان کے مطابق گورنر صاحب نے قادیانیوں کو تنبیہہ کی کہ وہ قانون شکنی نہ کریں لیکن ایک مشہور کہاوت ہے کہ۔ "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔"

یہ کہاوت قادیانیوں پر صادق آتی ہے۔ خواہ گورنر صاحب کتنے ہی بیان دیتے رہیں' کتنی ہی سخت سے سخت الفاظ میں تنبیہہ کرتے رہیں' وہ کبھی بھی اپنی غلط حرکتوں سے باز نہیں آئیں گے۔ ہم جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم اور نواز شریف کے دور کی بات نہیں کرتے' صرف موجودہ حکومت کے دور کی بات کرتے ہیں۔ حکومت کے گزشتہ ایک سال کو ہی دیکھ لیں' قادیانیوں کی طرف سے بے شمار قانون شکنی کے واقعات ہوئے ہیں لیکن میاں منظور وٹو وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان کا نہ صرف یہ کہ نوٹس نہیں لیا بلکہ قادیانیوں کی بھرپور انداز میں حوصلہ افزائی کی۔

اوکاڑہ تحصیل دیپالپور ان کا اپنا علاقہ ہے' وہاں دوسرے علاقوں میں متعین قادیانی افسروں کو ترقی دے کر یا بغیر ترقی کے تبدیل کیا جارہا ہے۔ گو بظاہر اس کا مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ قادیانی افسر اس علاقے میں ایسی فضا بنادیں کہ آئندہ الیکشن میں میاں منظور وٹو صاحب کامیاب ہو سکیں' لیکن اس کا بہت بڑا نقصان یہ ہو رہا ہے کہ وہاں قادیانی تبلیغ میں اضافہ ہو چکا ہے۔ مسلمانوں اور مرزائیوں کے درمیان کسی قسم کا جھگڑا ہو جائے' مسلمان حق پر بھی کیوں نہ ہوں' مقامی افسروں کی طرف سے قادیانیوں ہی کی حمایت کی جاتی ہے۔ میاں منظور وٹو کے والد قادیانیوں کے مربی بتائے جاتے ہیں' جو قانون کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر رہے ہیں' ان کی وجہ سے ڈش انٹینا کی وباء عام ہو گئی ہے اور مسلمان نوجوانوں کے ذہنوں کو بگاڑا جارہا ہے۔ لیکن منظور وٹو ان پر اس لئے ہاتھ نہیں ڈالتے کہ مربی صاحب ان کے والد ہیں۔

سچائی اسے کہتے ہیں کہ ایک جنگ میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے' کفار کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف لڑ رہے تھے کہ اچانک ان کی تلوار کی زد میں ان کے والد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے' انہوں نے تلوار کو کھینچ لیا۔ جنگ ختم ہو گئی۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے مسلمان ہو گئے۔ ایک دن والد سے جنگ کا تذکرہ چھڑ گیا۔ آپؓ کے صاحبزادے نے اپنے گرامی قدر والد سے کہا ابا جی! جنگ میں ایسا بھی وقت آیا کہ آپ میری تلوار کی زد میں آگئے لیکن میں نے آپ کو والد سمجھ کر چھوڑ دیا۔ اس پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ تو تھا جس نے میرا اس لئے لحاظ کیا کہ میں تیرا والد ہوں۔ بخدا! اگر تو میری تلوار کی زد میں آتا تو میں قطعاً لحاظ نہ کرتا اور تیرا سر تن سے جدا کر ڈالتا۔ اگر وٹو صاحب مسلمان ہیں تو اپنے والد پر ہاتھ کیوں نہیں ڈالتے؟

میاں منظور وٹو صاحب نے ایک تحریری بیان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر خواجہ خواجگان شیخ المشائخ' مرشد العلماء حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کو یہ یقین دلایا تھا کہ میں قادیانی نہیں ہوں' مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو کافر سمجھتا ہوں۔ اس وقت وٹو صاحب پنجاب اسمبلی کے اسپیکر کے عہدے پر فائز تھے' ان کے اس بیان کا اشتہار کرایا گیا اور اخبارات میں یہ بیان دے دیا گیا کہ وہ قادیانی نہیں ہیں لیکن یہ بیان وٹو صاحب کا منافقت پر مبنی تھا' وہ پہلے بھی قادیانی تھے' اب بھی قادیانی ہیں۔ یہ محض الزام تراشی نہیں' ان کا کردار اور عمل ہمارے سامنے ہے کہ وہ......

۱۔ اپنے علاقے کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور قادیانی افسروں کو تبدیل کر کے اپنے علاقے میں متعین کر رہے ہیں۔

۲۔ ان کے قادیانی والد کی نگرانی میں قادیانیت کی تبلیغ عام ہو گئی ہے۔ ڈش انٹینا کے ذریعے مسلمان نوجوانوں کا ایمان ہی نہیں' اخلاق بھی تباہ کیا جارہا ہے۔

۳۔ تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں کی حق تلفی کر کے قادیانیوں کو ملازمتیں دی جارہی ہیں۔

۴۔ راہوالی کے نزدیکی گاؤں کے مسلم قبرستان پر قادیانیوں نے قبضہ کرنے کی کوشش کی جو کہ مسلمانوں نے ناکام بنادی لیکن قادیانی ملزموں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

۵۔ تخت ہزارہ سرگودھا میں مسلم قبرستان میں آگ لگائی گئی لیکن وٹو صاحب نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔

۶۔ سرگودھا کے "ے نواحی چک میں مسلمان اپنے پلاٹ پر مدرسہ تعمیر کر رہے تھے کہ ربوہ سے قادیانی کمانڈوز فوری طور پر پہنچ گئے' تین گھنٹے تک مقامی قادیانی نمبردار کی موجودگی میں فائرنگ ہوتی رہی۔ مسلمان زخمی ہوئے لیکن قادیانی کمانڈوز کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا اور نہ ہی ان سے اسلحہ برآمد کیا گیا۔

جناب گورنر صاحب! آپ کی تنبیہہ بجا ہے لیکن۔

باغباں جب چور ہو تو کون رکھوالی کرے

آپ کے وزیر اعلیٰ مرزائیوں کی سرپرستی کر رہے ہیں' کیا ان حالات میں آپ کی تنبیہہ کا کوئی اثر ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ گورنر صاحب! آپ مرکز کے نمائندے ہیں' میاں منظور وٹو اپنے ہم مذہب افراد کی جس طرح سرپرستی کر رہے ہیں اور جس طرح انہیں نواز رہے ہیں' اس کا خود بھی نوٹس لیں اور مرکزی حکومت کو بھی اس صورتحال سے آگاہ کریں۔ ہم میاں منظور وٹو صاحب سے بھی کہیں گے وہ منافقت چھوڑ دیں اور کھل کر اپنے قادیانی یا مسلمان ہونے کا اعلان کریں۔ ورنہ پھر ان کے خلاف "دھر رگڑے" کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہو گا۔

اِخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم

از۔ علامہ صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدیؒ ترجمہ۔ حسین احمد نجیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آنحضرت ﷺ کے اخلاق پر روشنی ڈالنے کی فرمائش کی گئی تو آپ نے جواب میں فرمایا۔

قرآن مجید (میں جو بیان ہوا ہے وہ) ہی آپ کے اخلاق ہے۔ جہاں قرآن مجید (میں اللہ تعالیٰ) نے غصے اور ناراضگی کا حکم دیا ہے وہیں آپ اس کا اظہار فرماتے اور (اسی کی رضا کے لئے) کسی سے رضا و محبت اختیار فرماتے۔"

"حرمات اللہ" کی بے حرمتی آپ کو غضب ناک کر دیتی (چونکہ یہ غصہ بھی خالصۃً لوجہ اللہ تھا اس لئے) اس غصہ کی کوئی بھی تاب نہ لا سکتا تھا۔

آپؐ بہادری اور سخاوت و اعطاء میں اپنی مثال آپ تھے۔ کسی سائل کو کبھی مایوس نہ لوٹاتے۔

آپ کی زندگی میں کوئی دن ایسا نہ غروب ہوا کہ جس کے بعد آپ نے رات گزاری ہو اور آپ کے گھر میں کوئی درہم یا دینار موجود ہو (اگر ایسی صورت کبھی پیش آ گئی کہ) آپ کے پاس کوئی سکہ بچ گیا ہے اور کوئی مستحق نہیں آیا اور رات نے اپنے پردے پھیلانے شروع کر دیئے تو آپ مضطربانہ گھر سے نکل جاتے اور جب تک وہ سکہ کسی محتاج کو دے کر فارغ نہ ہو جاتے تب تک واپس گھر نہ لوٹتے' آپ کے پاس جو مال آتا اس میں سے اپنے گھر والوں کے لئے سال بھر کا واجبی خرچ رکھ لیتے۔ (اور وہ بھی کھجور اور جو وغیرہ اجناس کی شکل میں) اور بقیہ مال سب تقسیم کر دیتے۔ پھر اپنے (گھریلو اخراجات کے لئے رکھے ہوئے) غلے سے بھی ضرورت مندوں کی امداد فرماتے رہتے (یہی وجہ تھی کہ) بسا اوقات سال کا آخری حصہ بڑی تنگدستی میں گزرتا (حضرت عائشہؓ کی روایت یہاں ختم ہو گئی)۔

(آگے علامہ صفدیؒ لکھتے ہیں کہ) آپؐ انتہائی بردبار اور کنواری لڑکیوں کی طرح اس قدر حیادار تھے کہ کسی کو آنکھ بھر کر نہ دیکھتے۔

انتہائی متواضع طبیعت کے مالک تھے۔ امیر غریب' آزاد غلام جو بھی آپ سے مخاطب ہونا چاہتا اس کی باتوں کو غور سے سنتے اور ان کا تسلی بخش جواب مرحمت فرماتے۔

آپؐ انتہائی رحم دل تھے حتیٰ کہ جانوروں پر بھی آپ کا ترحم ضرب المثل ہے (کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا کہ) ایک بلی آئی (اور آپ کے پاس برتن میں دودھ یا کوئی اور کھانے کی چیز تھی) آپؐ نے اس کے سامنے برتن کو جھکا دیا اور جب تک وہ سیر نہ ہو گئی تب تک آپؐ نے برتن جھکائے رکھا۔

اپنے ساتھیوں کی انتہائی قدر و منزلت اور عزت و احترام فرماتے (اگر کسی مجلس میں جگہ کی تنگی ہوتی اور آپ ان میں موجود ہوتے تو) کبھی پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے بلکہ حتی المقدور ان کے لئے جگہ چھوڑ دیتے اور کبھی آپؐ کے گھٹنے ساتھ بیٹھنے والے کے گھٹنوں سے مس نہ ہوتے۔ آپؐ کے رفقاء بھی آپؐ پر جان چھڑکتے تھے۔ آپ کچھ فرماتے تو فوراً خاموش ہو جاتے اور آپ کا ہر حکم ماننے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی کوشش کرتے۔

آپؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ تحمل کا برتاؤ کرتے تھے۔ کسی صحابی کو کسی وجہ سے غیر موجود پاتے تو اس کے متعلق تحقیق فرماتے۔ اگر وہ بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے۔ اگر لاپتہ ہوتا تو اس کے لئے (واپسی کی) دعا فرماتے اور جو فوت ہو جاتا تو اس کے حق میں استغفار کرتے' پھر مزید دعا فرماتے۔

اگر کسی شخص کے بارے میں آپ کو خطرہ ہوتا کہ کہیں اس کو کوئی رنج نہ پہنچا ہو تو آپؐ خود اس کے گھر تشریف لے جاتے۔

(کبھی کبھار) آپؐ صحابہ کرام کے باغات کی طرف بھی نکل جاتے' کوئی صحابیؓ اگر آپؐ کی ضیافت کرنا چاہتا تو بطیب خاطر قبول فرما لیتے' شرفاء سے ان کے شایان شان سلوک فرماتے۔ اور اہل فضل کا پورا پورا اکرام کرتے۔ کبھی کسی سے ترش روئی سے پیش نہ آتے اور نہ کسی پر زیادتی کرتے (حتیٰ کہ اگر کسی معاملہ پر) کوئی معذرت پیش کرتا تو آپؐ اس کا عذر (خندہ پیشانی سے) قبول فرما لیتے۔

توانا اور ناتواں (حقوق کی ادائیگی میں آپ کی نظر میں یکساں حیثیت رکھتے تھے۔ اپنی پشت کے پیچھے کسی کو نہ چلنے دیتے۔ فرماتے میری پشت ملائکہ کے (چلنے کے) لئے خالی چھوڑ دو۔ (آپؐ سواری پر جا رہے ہوتے تو) اپنے ہمراہی کو ساتھ سوار کرانے کی (حتی الامکان) کوشش کرتے۔ (اور اگر بوجوہ) وہ سوار نہ ہوتا تو اسے (کسی متعین) جگہ پر پہنچنے کی تلقین فرما دیتے اور (پھر اس سے وہاں) ملاقات فرماتے۔

جو بھی آپؐ کی خدمت پر مامور ہوتا (حتی الامکان) اس کی آسائش کا ہر طرح خیال رکھتے۔ بلکہ (یوں کہئے کہ) اس کی خدمت میں مصروف ہو جاتے۔ آپ کے کئی ایک غلام' باندیاں تھیں (خورد و نوش اور لباس کے معاملہ میں کبھی بھی ان سے امتیازی سلوک روا نہ رکھتے بلکہ) جو خود تناول فرماتے وہی ان کو کھلاتے اور جیسا لباس خود زیب تن کرتے ان کے لئے بھی ویسا ہی مہیا فرماتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے خادم خاص فرماتے ہیں کہ میں تقریباً دس برس تک آنحضرت ﷺ کی خدمت پر مامور رہا تو خدا کی قسم! جس سفر و حضر میں آپؐ کی خدمت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے آپ کے ساتھ ہوتا۔ میں آپ کی جتنی خدمت کرتا آپ کی طرف سے اس سے کہیں زیادہ میری خدمت فرمائی جاتی۔ آپ نے (کسی معاملہ میں) مجھے اف تک نہ کہا اور اگر میں (آپ کے فرمائے بغیر) کوئی کام کر لیتا تو کبھی یوں نہ فرماتے کہ "ایسا کیوں کیا؟" اور اگر کوئی کام (آپ کے فرمان کے بموجب) نہ کر پاتا تو کبھی آپ نے یہ نہ فرمایا کہ "ایسا کیوں نہیں کیا۔"

(اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس طرح گھل مل کر رہتے کہ بادی النظر میں اجنبی اس کا امتیاز نہ کر پاتا کہ آقا کون ہے' چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے) آپ سفر پر تھے۔ آپ نے (ساتھیوں کو) بکری (کا گوشت) بھوننے کے لئے فرمایا۔ تو ایک شخص بولا یا رسول اللہ میرے ذمہ اس کو ذبح کرنا ہوا' دوسرے نے کہا میں اس کو صاف اور درست کروں گا اور تیسرے نے پکا کر تیار کر دینے کی خدمت اپنے ذمہ لے لی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا لکڑیاں جمع کر کے میں لاتا ہوں۔ اس پر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی جگہ یہ کام کرنے کے لئے کافی ہیں تو آپؐ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ میری جگہ تم یہ سب کام کر لو گے مگر مجھے یہ پسند نہیں کہ میں خود کو تم میں ممتاز حیثیت سے رکھوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو ناپسند فرماتا ہے جو (اپنے ساتھیوں میں خود کو) ممتاز (حیثیت میں دیکھنے کا متمنی) ہو۔ چنانچہ آپؐ اٹھے اور لکڑیاں جمع کر کے لے آئے۔

(اسی طرح ایک دوسرے سفر کا واقعہ ہے کہ) آپ نماز کے لئے تشریف لائے پھر فوراً ہی واپس لوٹ گئے۔ تو کسی (صحابیؓ) نے پوچھ لیا یا رسول اللہ! آپؐ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اپنی اونٹنی کی ٹانگ باندھنے کے لئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا (آپؐ تکلیف کیوں فرماتے ہیں) یہ کام تو ہم کئے دیتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ کسی کام میں دوسرے کا تعاون (حتی المقدور) نہ لینا چاہئے خواہ مسواک کا ہی کیوں نہ ہو۔

آپ اٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو مجلس کے آخر میں جہاں جگہ

ملتی وہیں بیٹھ جاتے۔ اور اسی کا (دوسروں کو بھی) حکم فرماتے۔ آپؐ اپنے ہر ہم نشین کو (گفتگو اور توجہ میں) اس کا پورا پورا حصہ دیتے۔ اور تمام اہل مجلس کے ساتھ ایسا رویہ اختیار فرماتے کہ ہر شخص یہی سمجھتا کہ آپؐ کی نظر میں وہ دوسروں سے زیادہ معزز و مکرم ہے۔

(ایسے ہی اگر) کوئی شخص آپؐ کے پاس آکر بیٹھ گیا تو جب تک وہ خود چلا نہ جاتا آپؐ اس کے پاس سے اٹھ کر نہ جاتے' الا یہ کہ کوئی فوری ضرورت پیش آجائے تو (ایسی صورت میں) اس سے اجازت لے لیتے۔

کسی شخص کے ایسے طریقے پر سامنا کرنے سے احتراز فرماتے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔ برائی کے بدلے عفو و درگزر (ہی) آپؐ کا شیوہ تھا۔ بیماروں کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے' فقراء و مساکین سے پیار کرتے۔ ان کے ساتھ مجلس فرماتے اور ان کے جنازوں میں شریک ہوتے۔

کسی غریب کو محض غربت کے سبب حقیر نہ سمجھتے اور کسی بادشاہ کی محض حکومت کی وجہ سے آپ کے دل میں وقعت و توقیر نہ تھی۔ نعمت کی تعظیم فرماتے خواہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ اس میں سے کسی چیز کو برا نہ کہتے۔ کھانے کے بارے میں کبھی یہ نہ فرمایا کہ خراب ہے۔ اگر جی چاہا تو کھا لیتے۔ اور اگر اشتہاء نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔

پڑوسی کا ہر طریقے سے خیال رکھتے۔ اور کوئی بھی آپؐ کے ہاں مہمان آجاتا اس کی تکریم فرماتے۔ آپؐ انتہائی ہنس مکھ اور ملنسار تھے۔

حوائج ضروریہ کے (اوقات کے) علاوہ آپ کے تمام اوقات اللہ ہی کے کام میں گزرتے تھے۔ جب بھی آپ کو دو امور میں سے ایک پر عمل کا اختیار دیا جاتا تو آپؐ ہمیشہ آسانی اور نرمی کے پہلو کو اختیار فرماتے۔ البتہ اگر ایسی صورت میں قطع رحمی کا اندیشہ ہوتا تو ایسے کام سے آپ سے زیادہ دور رہنے والا کوئی نہ تھا۔

اپنے جوتے خود گانٹھ لیتے اور کپڑوں کو پیوند وغیرہ بھی خود ہی لگا لیتے تھے۔

گھوڑا' خچر یا گدھا (جو بھی سواری کا جانور میسر آجاتا اسی) پر سواری فرما لیتے۔ اور اپنے ساتھ اپنے غلام یا کسی دوسرے کو پیچھے بٹھا لیتے (اور اس میں کبھی عار محسوس نہ فرماتے)۔ (کبھی کبھار) اپنی آستین یا چادر سے اپنے گھوڑے کا چہرہ بھی صاف کر لیا کرتے۔

نیک فال لینے کو پسند فرماتے اور بدفالی لینا آپ کو ناپسند تھا۔ جب کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جو آپ کو اچھا لگتا تو اس پر الحمدللہ رب العلمین پڑھتے۔

اور جب کوئی ایسی بات ہو جاتی جو ناگواری طبع کا سبب بنتی تو فرماتے الحمدللہ علیٰ کل حال کھانے سے فراغت کے بعد جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو یہ دعا پڑھتے۔ الحمدللہ الذی اطعمنا وسقانا واوانا وجعلنا مسلمین۔

آپ عموماً قباء رو تشریف فرما ہوتے اور اللہ کا ذکر کثرت سے فرماتے۔ نماز کو طویل فرماتے اور خطبہ مختصر دیتے تھے۔

ایک ہی مجلس میں (کم و بیش) سو مرتبہ استغفار کرتے۔ نماز کی حالت میں خشیت الٰہی کے سبب (رونے کی وجہ) سے آپ کے سینے سے ایسے آواز سنائی دیتی جیسے ہنڈیا جوش سے ابل رہی ہو۔ نماز میں اس قدر قیام کرتے کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے۔

پیر' جمعرات اور ہر ماہ میں تین روزے اور عاشورہ کا روزہ رکھتے۔ اور جمعہ کا روزہ بھی کم ہی افطار فرماتے۔ ماہ شعبان اکثر روزے سے گزرتا۔

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح متواتر روزے رکھتے کہ ہم (آپس میں) کہنے لگتے کہ اب افطار نہیں فرمائیں گے۔ اور کبھی مسلسل چھوڑے رکھتے کہ ہم (آپس میں یوں) کہنے لگتے کہ شاید اب روزہ نہیں رکھیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں تو سو جاتی تھیں مگر دل وحی کے انتظار میں رہتا اور کبھی نہ سوتا تھا۔ نیند میں آپؐ کے سانس کی آواز تو سنائی دیتی تھی لیکن خراٹے لینے کی عادت نہ تھی۔ اور جب کبھی خواب میں ایسی کیفیت دیکھتے جو بار خاطر ہوتی تو فوراً یہ دعا پڑھتے۔ ھو اللہ لا شریک لہ۔

جب سونے کے لئے لیٹتے تو فرماتے رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک اور جب بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے الحمدللہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور

آپ صدقہ کی چیز تناول نہ فرماتے تھے۔ البتہ ہدیتہً جو چیز آجاتی اس کو تناول (کرنے سے انکار نہ) فرماتے۔ اور ہدیہ لانے والے کی مکافات فرماتے تھے (یعنی اس کے بدلے میں کبھی نہ کبھی کچھ نہ کچھ دے دیتے تھے) کھانے میں سیر و تلذذ (کا حصول) مقصود نہ رکھتے اور ایسے اوقات بھی آپؐ کی زندگی میں آئے کہ) بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے۔

آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے زمین کے تمام خزانوں پر تصرف کا اختیار دیا۔ مگر آپؐ نے آخرت کی نعمتوں کو ترجیح دی اور زمین کے خزانوں سے صرف نظر کر لیا۔

جو میسر آجاتا وہی تناول فرما لیتے (اور کسی قسم کا تکلف نہ فرماتے) آپؐ نے سرکہ کے ساتھ روٹی کھائی تو فرمایا "سرکہ تو بہترین سالن ہے۔" مرغی اور حباری (فاختہ) کا گوشت بھی آپؐ نے تناول فرمایا ہے ماحضر کو ناپسندیدگی کے سبب واپس نہ فرماتے۔ اور جو میسر نہیں اس کے حصول کے لئے مشقت و تکلف نہ کرتے۔ کسی حلال شے (کے استعمال) سے (بلاوجہ) پرہیز نہ فرماتے۔ اگر روٹی کے بجائے کھجور مل جاتی تو اسی پر قناعت فرما لیتے۔ اگر بھنا ہوا گوشت میسر آجاتا تو وہی تناول فرما لیتے۔ روٹی گندم کی ہوتی یا جو کی اس کا بھی خیال نہ فرماتے۔ کوئی میٹھا پکوان ہوتا یا شہد میسر آجاتا تو بہت پسند فرماتے' آپ کو ٹھنڈا اور میٹھا مشروب بہت مرغوب تھا۔ حکیم ابن الفیسان سے آپؐ نے فرمایا۔

تجھے کیا معلوم کہ گوشت ہمیں کتنا مرغوب ہے؟

کھانے کے دوران آپؐ ٹیک لگا کر نہ بیٹھتے۔ اور چوکیوں پر کھانا رکھ کر آپؐ نے کبھی نہیں کھایا۔ تادم آخر گندم کی روٹی متواتر تین دن تک آپؐ نے سیر ہو کر نہیں کھائی۔ یہ ایثار کی بنا پر تھا نہ کہ فلاکت و بخل کی وجہ سے۔ ولیمہ کی دعوت (میں شرکت) قبول فرما لیتے۔ اور (اسی طرح) غلام آزاد (ہر ایک) کی دعوت قبول فرما لیتے۔ ہدیہ قبول کر لیتے اگرچہ دودھ کا گھونٹ یا خرگوش کی ران ہی (کیوں نہ) ہوتی۔ آپؐ کو کدو (کا سالن) اور بکری کا (بھنا ہوا) ہاتھ بہت مرغوب تھا۔ آپؐ فرمایا کرتے زیتون کا تیل (ایسی چیز ہے جسے گھی کے بجائے) تم کھاؤ (بھی) اور (بطور چکنائی) سر میں ڈالو۔ کیونکہ یہ مبارک درخت سے حاصل کیا جاتا ہے۔

آپؐ کھانا اپنی تین انگلیوں سے کھاتے اور ان کو (کھانے کے بعد) چاٹ لیتے تھے' آپؐ کا رومال آپؐ کے پاؤں کا نچلا حصہ تھا (یعنی ہاتھ دھونے کے بعد پاؤں کے تلوے سے پونچھ لیتے تھے)۔ آپؐ نے جو کی روٹی اور کھجور' تربوز اور کھجور' ککڑی اور کھجور اور کھجور اور کریم کو (وقتاً فوقتاً) ملا کر کھایا ہے' حلوہ اور شہد آپ کو بہت مرغوب تھا)۔

آپؐ عموماً بیٹھ کر (پانی) پیتے۔ اور کبھی کھڑے کھڑے بھی پیا ہے' اور (اس پینے کے دوران) تین مرتبہ اس طرح سانس لیتے کہ منہ برتن سے بالکل ہٹا لیتے۔ اور جب مجلس میں آپؐ کو کچھ پینے کو دیا جاتا تو آپؐ اپنے داہنے بیٹھے ہوئے شخص سے شروع فرماتے (اور پھر اپنی باری آنے پر خود پیتے) آپؐ نے (بہت دفعہ) دودھ بھی نوش فرمایا ہے۔ آپؐ کا فرمان ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کھانا کھلائے تو اسے یوں دعا مانگنا چاہئے اللھم بارک لنا فیہ واطعمنا خیرا منہ اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ پلائے تو اسے (فراغت کے بعد یہ الفاظ) کہنا چاہئے اللھم بارک لنا فیہ وزدنا منہ۔

آپؐ فرمایا کرتے کہ ایک ہی چیز جو کھانے اور پینے (دونوں) میں کفایت کرسکے دودھ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہے۔ ابن حزمؒ نے جو آپؐ کی طرف نبیذ کا پینا منسوب کیا ہے۔ اس سے مراد (نبیذ معروف نہیں بلکہ) وہ پانی ہے جس میں کھجوریں (اسے) میٹھا کرنے کے لئے ڈالی گئی تھیں۔

آپؐ (عموماً) اون کا بنا ہوا کپڑا زیب تن فرماتے اور سلا ہوا جوتا پہنتے تھے۔ لباس کے معاملہ میں تفاخر سے کام نہ لیتے۔ آپؐ کا پسندیدہ لباس یمنی چادر "حبرہ" تھی (اس کی بنتی میں) سرخ و سپید (دھاریاں) ہوتی تھیں۔ سلے ہوئے کپڑوں میں آپؐ کو قمیص پسند تھی۔ جب آپ نیا کپڑا زیب تن کرتے تو فرماتے اللھم لک الحمد کما البستنیہ اسئلک خیرہ و خیر ما صنع لہ و اعوذ بک من شرہ و شر ما صنع لہ۔

سبز رنگ کا پہناوا (بھی) آپؐ کو پسند تھا۔ بعض اوقات آپ نے صرف ایک تہ بند بھی زیب تن فرمایا اور اس پر دوسرا کوئی کپڑا نہیں پہنا (اور وہ اس طرح کہ) اس کے دونوں کناروں کو کندھوں کے درمیان باندھ لیا کرتے۔ جمعہ کے روز (عموماً) سرخ چادر (سرخ دھاریوں والی) اوڑھتے

باقی ص ۲ پر

گورنر پنجاب کے نام خط

پنجاب کے گورنر جناب چوہدری الطاف حسین نے گزشتہ دنوں مدارس دینیہ کے بارے میں خامہ فرسائی فرمائی ہے' اس سے قبل سابق گورنر بھی اس قسم کے خیالات کا اظہار فرما چکے ہیں' جس کا جواب حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب نے تحریر فرمایا تھا۔ موجودہ گورنر صاحب نام کی تبدیلی کے ساتھ حضرت اقدس کے اس مضمون کو ملاحظہ فرمالیں۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

جناب میاں محمد اظہر صاحب گورنر پنجاب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

لاہور کے اخبارات میں عزت مآب گورنر پنجاب جناب میاں محمد اظہر صاحب کا درج ذیل بیان شائع ہوا ہے۔

" لاہور (نیوز رپورٹر) گورنر پنجاب میاں محمد اظہر نے گزشتہ روز جامعہ المنظور الاسلامیہ کی تقریب کے بعد چائے کی میز پر اپنے مخصوص پنجابی اسٹائل میں کچی اور کھری کھری باتیں کیں۔ اس موقع پر جید علماء کرام بھی موجود تھے۔ علماء خاموشی سے گورنر پنجاب کی گفتگو سنتے رہے۔ علماء کرام سے ان کی مکالمہ بازی بھی ہوئی۔ تفصیلات کے مطابق تقریب کے بعد جب گورنر پنجاب چائے کی میز پر جانے لگے تو ان کے ساتھ آٹھ دس علماء کرام بھی ساتھ چل پڑے اور انہوں نے مدرسوں کے لئے گرانٹ کا مطالبہ کیا۔ گورنر پنجاب نے وہاں پر موجود تمام افراد کو بٹھالیا اور کہا کہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں' ان مدرسوں سے آپ لوگ ملا پیدا کر رہے ہیں' اسے چندے کے ذریعے تعلیم دی جاتی ہے اور اس کی زندگی مسجد اور حجرے تک ہی محدود ہو کر رہ جاتی ہے' اس سے تو بہتر ہے کہ آپ اسے کیمپ جیل بھیج دیں۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی اور بچوں کی زندگی بھی محدود کر دی جاتی ہے' اگر وہ اپنی بیوی کو لے کر باہر نکلتا ہے تو آپ لوگ کہتے ہیں کہ مولوی اپنی بیوی کو لے کر باہر پھر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ایک معصوم بچے کے ہاتھ میں لوٹا پکڑا دیتے ہیں اور اس کی شلوار ٹخنوں سے اوپر کرا کر اس کے دروازے دیگر علوم کے لئے بند کرا دیتے ہیں' یہ انصاف نہیں ظلم ہے۔ اس موقع پر مولانا عبدالقادر آزاد نے کہا کہ :

" میاں صاحب لوٹا دینے اور ٹخنوں تک شلوار باندھنے کی ذمہ داری ضیاء الحق پر عائد ہوتی ہے' لیکن حقائق میں آپ کو بعد میں بتاؤں گا۔"

گورنر پنجاب۔ "مولانا صاحب اصل حقائق بھی ابھی بتا دیں۔"

مولانا آزاد۔ "یہ بات پھر سہی پہلے آپ علماء کا اجلاس بلائیں۔"

گورنر پنجاب۔ "اجلاس بھی جلد بلواؤں گا۔"

اس موقع پر قریب کھڑے ہوئے ایک عالم نے کہا کہ میاں صاحب ابھی تک تو آدھے سے زائد علماء کرام نے تو پاکستان کے وجود کو ہی تسلیم نہیں کیا۔

گورنر پنجاب۔ "آپ پرانی باتیں بھول جائیں اور بات ۱۹۴۷ء کی نہیں ۱۹۹۲ء کی کریں۔"

گورنر پنجاب نے وہاں پر موجود علماء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ دینی اداروں میں تعلیم پانے والے بچوں کا معیار یہ ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد پانچویں یا چھٹے اسکیل کے علاوہ کسی اور عہدے پر بھرتی ہونے کے قابل ہی نہیں ہوتے۔ انہوں نے کہا کہ میں دینی تعلیم کی مخالفت نہیں کر رہا' یہ ضرور ہونی چاہئے لیکن دینی مدرسوں کے نظام میں تبدیلی آنی چاہئے' نظام تعلیم وسیع ہونا چاہئے۔ نوجوان نسل کو مولوی بنانے کی بجائے جدید علوم سے آراستہ کریں۔ انہیں پہلی جماعت سے کمپیوٹر کی تعلیم دیں تاکہ وہ دینی علوم کے ساتھ جدید علوم سے بھی آگاہی حاصل کرسکے۔ اس موقع پر ایک عالم نے بات کرنے کی کوشش کی تو گورنر پنجاب نے کہا کہ میری بات توجہ سے سنیں۔ انہوں نے کہا کہ بچوں کے لئے دینی مدرسوں کو جیل خانہ بنادیا جاتا ہے' اپنے مقابلے میں آپ عیسائیوں کو دیکھیں جو ایک بچے کو جھونپڑی سے اٹھاتے ہیں' اس کو پالش (تربیت) کرتے ہیں اور اسکالر بنا دیتے ہیں جبکہ آپ مولوی پیدا کر رہے ہیں' اس لئے اس سارے نظام کو تبدیل کرنا ہوگا اور دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم بھی دیں تاکہ

[illegible]

نہیں آگے جنت بھی ملتی ہے یا نہیں۔ اس موقع پر مولانا آزاد نے کہا کہ جنت انشاء اللہ ملے گی۔

میاں محمد اظہر نے جواب دیا کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ جنت کس کو ملے گی اور کس کو نہیں۔ گورنر پنجاب کی نظر ڈائریکٹر ا پیلا ٹیکسیشن ندیم محمود خان پر پڑی تو ان سے مخاطب ہوتے ہوئے گورنر پنجاب نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کے بچے بیرون ملک پڑھتے ہیں' آپ ان کو دینی مدرسے میں تعلیم کیوں نہیں دلواتے؟

ندیم خان۔ "میں تے جی دینی مدرسیاں نوں چندہ دے دیناں۔"

گورنر پنجاب۔ "لو جی سن لیا سی۔"

گورنر پنجاب نے کہا کہ میں یہاں پر بہت سے علماء کرام کو ذاتی طور پر جانتا ہوں اور ان کے بچے دینی مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنے کی بجائے بیرون ملک اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں' دینی مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنے والے تمام بچے غریبوں کے ہیں جبکہ ان مدرسوں کو چندہ دینے والے بچے امیروں کے ہیں' اس موقع پر مولانا عبدالقادر آزاد کی جانب مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ یہ میاں نواز شریف کے خاص آدمی ہیں اور انیسویں گریڈ میں ہیں۔

مولانا آزاد۔ "میں آپ کا بھی خاص آدمی ہوں۔"

گورنر پنجاب۔ "میرے خاص آدمی آپ کسی اور وجہ سے ہیں۔"

مولانا آزاد۔ "اب آپ کو مجھے بیسواں گریڈ دینا پڑے گا کیونکہ میں نے پی ایچ ڈی بھی کر لی ہے' قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک شخص نے جواب دیا وہ پی ایچ ڈی بھی کر لیں مگر رہیں گے مولوی ہی۔"

(۲۸ اگست روزنامہ جنگ لاہور)

گزشتہ دنوں جامعۃ المنظور الاسلامیہ لاہور کی تقریب میں آنجناب نے دینی مدارس اور علمائے دین کے بارے میں جن خیالات کا اظہار فرمایا اسے پڑھنے کے بعد محسوس ہوتا تھا کہ غالباً رپورٹنگ صحیح نہیں ہوئی یا اس میں مبالغہ آمیزی سے کام لیا گیا ہے' ورنہ ایک سنجیدہ انسان' جو ایک مسلمان ملک کے ذمہ دار منصب پر فائز ہو' اس کے بارے میں یہ گمان کرنا ازبس مشکل ہے کہ وہ اتنی پست سطح پر اتر کر بھی گفتگو کر سکتا ہے۔ چنانچہ اگلے دن کے اخبارات میں آپ کی جانب سے کچھ وضاحتیں کی گئیں' جن سے مذکورہ بالا تاثر کو تقویت ملی' تاہم اس وضاحتی بیان کے حوالے سے دینی مدارس اور اہل مدارس کے بارے میں آنجناب کی خدمت میں چند گزارشات پیش کرنا ضروری معلوم ہوا۔

انسانی زندگی کے چار دور ہیں۔ ۱۔ شکم مادر کی زندگی۔ ۲۔ پیدائش سے موت تک دنیوی زندگی۔ ۳۔ موت سے قیامت تک برزخی زندگی۔ ۴۔ قیامت سے ابد الآباد تک آخرت کی دائمی زندگی جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ ان چار ادوار پر غور کیجئے تو دو باتیں بہت صاف اور نمایاں نظر آئیں گی۔ ایک یہ کہ زندگی کا ہر پہلا دور اس کے مابعد کی نسبت بہت مختصر ہے' جو مابعد کے مقابلہ میں لائق شمار ہی نہیں۔ دوم یہ کہ ہر پہلا دور دوسرے دور کا مقدمہ ہے اور دوسرے دور کا بننا اور بگڑنا پہلے دور پر موقوف ہے۔

چنانچہ ماں کے پیٹ کی زندگی اتنی مختصر ہے کہ اس کو دنیا کی زندگی کے مقابلے میں زندگی شمار نہیں کیا جاتا۔ چار مہینے تک تو آدمی نطفہ' علقہ اور مضغہ کی شکل میں انقلابات سے گزرتا ہے' چار مہینے کے بعد اس میں روح ڈال دی جاتی ہے اور اس کے بعد کم و بیش پانچ مہینے شکم مادر میں رہنا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ پانچ مہینے کی زندگی کا یہ وقفہ اتنا مختصر اور ناپائیدار ہے کہ دنیوی زندگی کے مقابلہ میں کسی شمار و اعتبار کے لائق نہیں' بچے کی شکمی زندگی نہایت مختصر اور محدود ہونے کے باوجود بظاہر بے مقصد بھی ہے' لیکن دنیوی زندگی کا بننا اور بگڑنا اسی پر موقوف ہے۔ اگر شکم مادر میں بچے کے ظاہری و باطنی اعضاء و قویٰ نامکمل رہ جائیں تو دنیوی زندگی میں ہمیشہ نامکمل ہی رہیں گے۔ اس لئے ماں کے پیٹ کی زندگی کا مقصد اور فائدہ بس یہی ہے کہ وہ دنیوی زندگی کی ناگزیر تمہید ہے اور بس۔ گویا یہ زندگی خود مقصود نہیں بلکہ اصلی زندگی کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔

زندگی کا دوسرا دور پیدائش سے موت تک کا چند روزہ وقفہ ہے۔ جو پہلے دور کی نسبت طویل ہے' لیکن اگر اس کا تقابل موت کے بعد کی برزخی زندگی سے کیا جائے تو یہ بھی نہایت مختصر وقفہ نظر آئے گا کیونکہ برزخی زندگی قیامت تک ممتد ہے' جیسا کہ قرآن کریم میں ہے :

ومن ورائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون (مومنون:۱۰۰)

ترجمہ۔ "اور ان کے پیچھے پردہ ہے اس دن تک کہ اٹھائے جائیں۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اور دنیا میں رہنے کے وقفے کا اس طویل برزخی وقفے سے موازنہ کیا جائے تو دنیا کی زندگی بہت مختصر نظر آئے گی اور اس دنیوی و برزخی زندگی کا تقابل آخرت کی غیر محدود زندگی سے کیا جائے تو زندگی کا یہ پورا دور بالکل صفر نظر آئے گا۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے کہ جب قیامت کے دن کفار سے سوال کیا جائے گا کہ تم دنیا میں کتنی مدت رہے تھے تو ان کا جواب ہوگا :

لبثنا یوما او بعض یوم۔

ترجمہ۔ "ہم ایک دن ٹھہرے' بلکہ دن کا بھی ایک حصہ۔"

حدیث شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں اور اہل دوزخ کو دوزخ میں داخل کر دیں گے تو اہل جنت سے فرمائیں گے کہ اے اہل جنت! تم زمین میں کتنے سال ٹھہرے تھے؟ وہ عرض کریں گے کہ بس ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے ایک دن یا دن کے کچھ حصہ میں بڑی عمدہ تجارت کی کہ میری رحمت' میری رضامندی اور میری جنت کا سودا کر لیا۔ لہٰذا جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہو۔ اور اہل دوزخ سے فرمائیں گے کہ اے اہل دوزخ! تم

لوگ زمین میں کتنے سال رہے تھے؟ وہ عرض کریں گے کہ بس ایک دن یا دن کا بھی کچھ حصہ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے ایک دن یا دن کے کچھ حصہ میں بری تجارت کی کہ میرے غضب اور میری آگ کا سودا خرید لیا۔ لہٰذا تم جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہا کرو۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۲۵۸ ج ۳)

جس طرح ماں کے پیٹ کی زندگی کا وقفہ مختصر ہونے کے باوجود خود مقصود نہیں بلکہ دنیوی زندگی کا ذریعہ و وسیلہ اور پیش خیمہ ہے اور دنیوی زندگی کے بننے یا بگڑنے کا اسی پر مدار ہے' اسی طرح دنیوی زندگی کا یہ مختصر سا وقفہ بھی خود مقصود نہیں بلکہ یہ انسان کی برزخی زندگی اور آخرت کی زندگی کا پیش خیمہ ہے اور اگلی زندگی کے بننے یا بگڑنے کا اسی پر مدار ہے۔ اگر یہاں بن کر گیا تو برزخ و آخرت کی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بن گئی اور اگر یہاں بگڑ کر گیا تو برزخ و آخرت کی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بگڑ گئی۔

اس دنیا کی آب و ہوا میں یہ تاثیر رکھی ہے کہ یہاں آکر آدمی ضعف حافظہ کا شکار ہو جاتا ہے' یہاں پہنچنے کے بعد اسے اپنا مبدا و معاد اور آگا پیچھا سب بھول جاتا ہے' دنیا کی رنگ و بو اور یہاں کی رعنائیوں اور دل فریبوں میں کھو کر نہ تو اسے یہ یاد رہتا ہے کہ میں کہاں سے آیا ہوں اور کس لئے آیا ہوں؟ نہ اسے یہی خیال رہتا ہے کہ مجھے کہاں جانا ہے' ابھی کن کن مراحل سے گزرنا ہے' اور زندگی کے اگلے مراحل کے لئے مجھے کیا تیاری کرنی ہے؟ بلکہ اس دنیا کی زندگی کے نشہ میں ایسا بدمست ہو جاتا ہے کہ اسی زندگی کو زندگی سمجھ بیٹھتا ہے' یہاں کی کامیابی پر غرور کرتا ہے' یہاں کے اسباب معیشت پر اتراتا ہے اور جن لوگوں کے پاس اسباب معیشت کی کمی ہو ان کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کو نکمے اور نکھٹو سمجھتا ہے اور آخرت کی زندگی کا یا تو صریحاً انکار کر دیتا ہے اور اگر اس کا اقرار بھی کرتا ہے تو فرط غفلت کی وجہ سے اس زبانی اقرار سے آگے بڑھ کر عملی طور پر آخرت کے لئے کچھ کرنے اور دنیا کی زندگی کے لذائذ کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتا۔ آدمی کی اس غفلت کی اصلاح کے لئے حق تعالیٰ شانہ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعہ آسمانی کتابیں اور ہدایت نامے نازل فرمائے' حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے آکر بتایا کہ یہ زندگی' جس پر تم لوگ فریفتہ ہو' اصل زندگی نہیں' اصل زندگی آگے ہے اور زندگی کا یہ وقفہ دراصل اگلی زندگی کے امتحان کی تیاری کا وقفہ ہے' اس مختصر سے وقفہ کو کھانے پینے میں ضائع نہ کیا جائے' بلکہ اگلی زندگی کے لئے جو ابد الآباد کی زندگی ہے' زاد راہ اور توشہ سفر لینے کی فکر کرنی چاہئے۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی یہ دعوت' جو ان تمام حضرات کی مشترک دعوت تھی' چونکہ مشاہدہ پر یقین رکھنے کی بجائے ایمان بالغیب کی دعوت تھی' اس لئے ابنائے دنیا میں بہت کم لوگ ایسے نکلے جنہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی اس دعوت پر صدائے لبیک بلند کی اور اپنی عقل و قیاس اور اپنے مشاہدہ کو چھوڑ کر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو سچا سمجھا اور ان کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا ہوئے' جبکہ دنیا کے نشہ میں بدمست لوگوں کی اکثریت ایسی نکلی کہ انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی اس دعوت کو غلط قرار دے کر ان ھی الا حیاتنا الدنیا کا نعرہ بلند کیا۔ یعنی زندگی اول و آخر بس یہی دنیا کی زندگی ہے' مرنے کے بعد کسی زندگی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' اس لئے جو لوگ (یعنی انبیاء کرام علیہم السلام) کسی اور زندگی کا تصور پیش کرتے ہیں اور لوگوں کو یہ بتاتے ہیں کہ دنیوی زندگی ہیچ ہے' ناپائیدار ہے' سریع الزوال ہے۔ یہاں کا حساب چکانے کے لئے تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا ہوگا اور یہاں کی زندگی کے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا کا سامنا کرنا ہوگا' یہ لوگ (نعوذ باللہ) پاگل ہیں' دیوانے ہیں' مجنون ہیں' سفیہ ہیں' بے وقوف ہیں۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کا ایک تہائی حصہ دنیا کی بے ثباتی' آخرت کی پائیداری' قیامت کے احوال و اہوال اور جنت و دوزخ کے حالات پر مشتمل ہے جو شخص قرآن کریم پر واقعی ایمان رکھتا ہو وہ دنیا کی زندگی کو کبھی آخری منزل مقصود نہیں سمجھے گا' نہ یہاں کی عزت کو عزت اور یہاں کی ذلت کو ذلت قرار دے گا کیونکہ نہ یہاں کا مال مال ہے اور نہ یہاں کا فقر فقر ہے۔ قرآن کریم نے دنیا کی زندگی کو جگہ جگہ لہو و لعب' کھیل تماشے اور دھوکے کی ٹٹی قرار دیا ہے' متعدد جگہ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے ابنائے دنیا کو جو عزت و وجاہت' کر و فر اور مال و دولت دے رکھی ہے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو' یہ لوگ لائق رشک نہیں' بلکہ لائق رحم ہیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقی منہا کافر ا شربۃ ماء۔ (ترمذی ص ۵۶ ج ۲)

ترجمہ "اگر دنیا کی قیمت اللہ تعالیٰ کی نظر میں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو یہاں پانی کا گھونٹ بھی نصیب نہ ہوتا۔"

نیز ارشاد ہے۔

الدنیا دار من لا دار لہ و مال من لا مال لہ' ولہا یجمع من لا عقل لہ۔ (مسند احمد' مشکوٰۃ ص ۴۴۳)

ترجمہ "دنیا گھر ہے اس شخص کا جس کا کوئی گھر نہیں اور مال ہے اس شخص کا جس کا کوئی مال نہیں اور دنیا کی خاطر جمع کرتا ہے وہ شخص جس کو ذرا بھی عقل نہیں۔"

مطلب یہ کہ جس نے دنیا کے گھر کو اپنا گھر اور دنیا کے مال کو اپنا مال سمجھا در حقیقت وہ بے گھر اور بے مال ہے' کیونکہ وہ خود تو دنیا میں رہنے کا نہیں اور نہ دنیا کا گھر اور مال اس کے پاس رہنے دیا جائے گا' اس سے بڑھ کر بے عقل بلکہ بد عقل کون ہوگا جو ایسی زوال پذیر چیز پر محنت کو ضائع کر رہا ہے' دریا کا جو کنارا دریا کے کٹاؤ کی زد میں ہے اور جو چند لمحوں میں گرا چاہتا ہے' کوئی عقل مند ایسے گرتے ہوئے کنارے پر محل تعمیر نہیں کرے گا اور جو شخص ایسی حماقت کرنے لگے عقلاً اس کو دیوانہ کہیں گے۔ پس دنیا جو زندگی کے گرتے ہوئے کنارے پر کھڑی ہے اس پر محلات تعمیر کرنے والے کے بے عقل اور دیوانہ ہونے میں کیا شبہ؟

الدنیا سجن المومن و جنۃ الکافر۔ (ترمذی ص ۵۶ ج ۲)

ترجمہ۔ "دنیا مومن کے لئے جیل خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔"

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام انسانی برادری میں سب سے اعقل و اشرف تھے۔ ان سے بڑھ کر زیرک و دانا صفحۂ ہستی پر نمودار نہیں ہوا' لیکن چونکہ ان پر دنیا کی حقیقت منکشف تھی اور آخرت کی عظمت و وقعت اور اس کا دوام و بقاان پر عیاں تھا۔ اس لئے یہ حضرات دنیا کی طرف نظر التفات بھی نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کی تمام تر توجہ آخرت اور صرف آخرت پر مرکوز تھی۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

مالی وللدنیا' ومااناوالدنیاالاکراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ ص ۴۴۲)

ترجمہ۔ "مجھے دنیا سے کیا واسطہ؟ کیا تعلق؟ میری اور دنیا کی مثال تو ایسی ہے کہ راہ چلتا مسافر ذرا سی دیر کے لئے کسی درخت کے سائے میں ستایا پھر اسے چھوڑ کر سوئے منزل روانہ ہو گیا۔"

دنیا سے بے رغبتی کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ ہر عام و خاص کو معلوم ہے۔ صرف تنبیہ کے لئے یہاں دو واقعات کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔

پہلا واقعہ :۔ آنحضرت ﷺ ازواج مطہراتؓ سے ناراض ہو کر ایک بالا خانے پر تشریف لے گئے تھے۔ حضرت عمرؓ حاضر خدمت ہوئے تو دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ ایک بوریے پر لیٹے ہوئے ہیں جس پر کوئی چیز بچھی ہوئی نہیں ہے اس وجہ سے جسم اطہر پر بوریے کے نشان بھی ابھر آئے ہیں اور سرہانے ایک چمڑے کا تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ گھر کا کل سامان یہ تھا۔ تین چمڑے بغیر دباغت دیئے ہوئے اور ایک مٹھی جو ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے۔ میں نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر دیکھا تو اس کے سوا کچھ نہ ملا۔ میں دیکھ کر رو دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ' کیوں نہ روؤں کہ یہ بوریے کے نشانات آپؐ کے بدن مبارک پر پڑ رہے ہیں اور گھر کی کل کائنات یہ ہے جو میرے سامنے ہے' پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ' دعا کیجئے کہ آپؐ کی امت پر بھی وسعت ہو۔ یہ روم و فارس بے دین ہونے کے باوجود کہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے' ان پر تو یہ وسعت' یہ قیصر و کسریٰ تو باغوں اور نہروں کے درمیان ہوں اور آپؐ اللہ کے رسول اور اس کے خاص بندہ ہو کر یہ حالت۔ نبی اکرم ﷺ تکیہ لگائے ہوئے لیٹے تھے۔ حضرت عمرؓ کی یہ بات سن کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ عمرؓ کیا اب تک اس بات کے اندر شک میں پڑے ہوئے ہو؟ سنو آخرت کی وسعت دنیا کی وسعت سے بہت بہتر ہے۔ ان کفار کی طیبات اور اچھی چیزیں دنیا میں مل گئیں اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ' میرے لئے استغفار فرمائیں کہ واقعی میں نے غلطی کی۔ (حکایات صحابہ ص ۴۱۔۴۲)

دوسرا واقعہ :۔ امام ابوداؤد نے کتاب الخراج "باب فی الامام ۔قبل ہدایا المشرکین" ص ۴۳۳ میں نقل کیا ہے' میں اسے بھی حضرت شیخ کی کتاب "حکایات صحابہ" سے نقل کرتا ہوں۔

"حضرت بلالؓ سے ایک صاحب نے پوچھا کہ حضور اقدس ﷺ کے اخراجات کی کیا صورت ہوتی تھی۔ حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ حضورؐ کے پاس کچھ جمع تو رہتا ہی نہیں تھا' یہ خدمت میرے سپرد تھی جس کی صورت یہ تھی کہ کوئی مسلمان بھوکا آتا تو حضور اقدس ﷺ مجھے ارشاد فرمادیتے۔ میں کہیں سے قرض لے کر اس کو کھانا کھلا دیتا۔ کوئی ننگا آتا تو مجھے ارشاد فرمادیتے' میں کسی سے قرض لے کر اس کو کپڑا بنا دیتا' یہ صورت ہوتی رہتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک مشرک مجھے ملا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے وسعت اور ثروت حاصل ہے تو کسی سے قرض نہ لیا کر۔ جب ضرورت ہوا کرے' مجھ ہی سے قرض لے لیا کر۔ میں نے کہا اس سے بہتر کیا ہو گا۔ اس سے قرض لینا شروع کر دیا۔ جب ارشاد عالی ہوتا اس سے قرض لے آیا کرتا' اور ارشاد والا کی تعمیل کر دیتا۔ ایک مرتبہ میں وضو کر کے اذان کہنے کے لئے کھڑا ہی تھا کہ وہی مشرک ایک جماعت کے ساتھ آیا اور کہنے لگا او حبشی! میں ادھر متوجہ ہوا تو ایک دم بے تحاشا گالیاں دینے لگا اور برا بھلا جو منہ میں آیا کہا اور کہنے لگا کہ مہینہ ختم ہونے میں کتنے دن باقی ہیں۔ میں نے کہا قریب ختم کے ہے۔ کہنے لگا کہ چار دن باقی ہیں اگر مہینہ کے ختم تک میرا سب قرضہ ادا نہ کیا تو تجھے اپنے قرضہ میں غلام بناؤں گا اور اسی طرح بکریاں چراتا پھرے گا جیسا پہلے تھا۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔ مجھ پر دن بھر جو گزرنا چاہئے تھا وہی گزرا۔ تمام دن رنج و صدمہ سوار رہا اور عشاء کی نماز کے بعد حضورؐ کی خدمت میں تنہائی میں حاضر ہوا اور سارا قصہ سنایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ نہ آپؐ کے پاس اس وقت ادا کرنے کو فوری انتظام ہے اور نہ کھڑے کھڑے میں کوئی انتظام کر سکتا ہوں وہ ذلیل کرے گا۔ اس لئے اگر اجازت ہو تو اتنے قرض اترنے کا انتظام ہو میں کہیں روپوش ہو جاؤں۔ جب آپؐ کے پاس کہیں سے کچھ آجائے گا میں حاضر ہو جاؤں گا۔ یہ عرض کر کے میں گھر آیا۔ تلوار لی ڈھال اٹھائی جوتہ اٹھایا۔ یہی سامان سفر تھا اور صبح ہونے کا انتظار کرتا رہا کہ صبح کے قریب کہیں چلا جاؤں گا۔ صبح قریب ہی تھی کہ ایک صاحب دوڑے ہوئے آئے کہ حضورؐ کی خدمت میں جلدی چلو' میں حاضر خدمت ہوا تو دیکھا کہ چار اونٹنیاں جن پر سامان لدا ہوا تھا بیٹھی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا خوشی کی بات سناؤں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے قرضے کی بیباقی کا انتظام فرما دیا۔ یہ اونٹنیاں بھی تیرے حوالے اور ان کا سب سامان بھی فدک کے رئیس نے یہ نذرانہ مجھے بھیجا ہے۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور خوشی خوشی ان کو لے کر گیا اور سارا قرضہ ادا کر کے واپس آیا۔ حضور اقدس ﷺ اتنے میں مسجد میں انتظار فرماتے رہے۔ میں نے واپس آکر عرض کیا کہ حضورؐ اللہ کا شکر ہے حق تعالیٰ نے سارے قرضہ سے آپؐ کو سبکدوش کر دیا اور اب کوئی چیز بھی قرضہ کی باقی نہیں رہی۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ سامان میں سے بھی کچھ باقی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں کچھ باقی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اسے بھی تقسیم ہی کر دے تاکہ مجھے راحت ہو جائے۔ میں گھر میں بھی اس وقت تک نہیں جانے کا جب تک یہ تقسیم نہ ہو جائے۔ تمام دن گزر جانے کے بعد عشاء کی نماز سے فراغت پر حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ وہ بچا ہوا مال تقسیم ہو گیا یا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کچھ موجود ہے ضرورت مند آئے نہیں۔ تو حضورؐ نے مسجد ہی میں آرام فرمایا۔ دوسرے دن عشاء کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہو جی کچھ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ جل شانہ نے آپ کو راحت عطا فرمائی کہ وہ سب نمٹ گیا۔ حضورؐ نے اللہ جل شانہ کی حمد و ثنا فرمائی۔ حضورؐ کو یہ ڈر ہوا کہ خدانخواستہ موت آجائے اور کچھ حصہ مال کا آپؐ کی ملک میں رہے۔ اس کے بعد گھروں میں تشریف لے گئے اور بیویوں سے ملے۔" (ص ۳۵۔۳۶)

(جاری ہے)

قسط نمبر۲

علمِ دین اور تعلیمِ نسواں

گھر کے سادہ وپاکیزہ ماحول کی باپردہ زندگی اب قید محسوس ہونے لگی ہے

چند اشکالات مع جوابات

مندرجہ بالا حقائق و نتائج کے پیش نظر جب یہ کہا جاتا ہے کہ بچیوں کو اسکول' کالج' یونیورسٹی وغیرہ میں بھیجنا ناروا ہے تو بعض لوگ بہت ہی زیادہ بگڑ کر آپے سے باہر ہونے لگتے ہیں کہ لو جی! کیا دین یہی کہتا ہے کہ بچیوں کو تعلیم سے محروم رکھا جائے؟ کیا آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات' بنات طیبات' اور حضرات صحابہؓ کی عورتیں اور بچیاں تعلیم سے بے بہرہ تھیں؟ ان شریفوں سے کوئی پوچھے کہ دین و شریعت ہی نے تو تعلیم و علم کے فضائل بتلائے ہیں' بھلا وہ اس سے کیونکر روکیں گے مگر سوال تو یہ ہے کہ اسکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں وغیرہ میں تعلیم و ادب کے نام سے آج جو کچھ پڑھایا جا رہا ہے' کیا یہی وہ تعلیم و ادب ہے جس کے پڑھنے سیکھنے کی ترغیب مذہب اسلام نے دی ہے؟ کیا آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواجؓ و بنات طیباتؓ اور حضرات صحابہؓ کی عورتوں اور بچیوں کو یہی اسکول و کالج وغیرہ کی تعلیم و تہذیب سکھلائی تھی؟ کیا غضب ہے کہ تعلیم کے پاکیزہ و خوشنما عنوان سے مسلمانوں کو دھوکہ دے کر' ان کی عفت مآب' نیک بخت بچیوں کو اہل یورپ کی عریاں و فحش تہذیب کا دلدادہ بنایا جا رہا ہے۔ کیا وہ ذات پاک' جو مسلم عورت کو چادر و چار دیواری کے اندر رہنے اور ستر و حجاب کا اہتمام رکھنے کا حکم دیتی ہے' وہ نوجوان لڑکیوں کے روزانہ گھر سے باہر آنے جانے' زیب و زینت (میک اپ وغیرہ) کرکے گلیوں اور بازاروں' سڑکوں اور چوراہوں میں چہکتے مہکتے پھرنے اور اپنی آرائش و زیبائش کا کھلے بندوں اظہار کرتے پھرنے کی اجازت دے سکتی ہے؟ جن لڑکیوں نے چادر و چار دیواری کی حد بندی توڑ ڈالی تو باہر آکر ان کی آواز و گفتار قابو میں کہاں رہی؟ آواز بے قابو ہوئی تو چہرے نے پس پردہ رہنا گوارا نہ کیا' چہرہ کھلا تو اب نگاہوں پر کنٹرول کیسا؟ آزاد نگاہوں نے ذہنی سوچ اور خیالات تک کو آزاد کر دیا۔ جب شرم و حیا کی چلمن اتری تو لباس کی کچھ زیادہ ضرورت نہ رہی۔ حسن عریاں نے تنگ و باریک اور چست لباس پہن کر جسم کے ایک ایک عضو کی وضع قطع اور حجم و ساخت تک کو نمایاں کر دیا۔ یہاں تک کہ اعضاء ظاہری ہاتھ' بازو' چہرہ' سر وغیرہ کے بے حجاب ہوتے ہوئے اعضاء پنہانی تک عریاں و بے حجاب ہو گئے اور انجام کار جو کچھ ہونا تھا (عریانی و فحاشی کا دور دورہ) پورا انسانی معاشرہ اس کی لپیٹ میں آ گیا۔ حیرت ہوتی ہے کہ غیرت مند مسلمان آج اس قدر بے حس و مردہ ضمیر کیوں ہونے لگا کہ اپنی عفیفہ بچیوں کو خود اپنے ہاتھوں' بے دینی و بے حیائی اور عریانی و فحاشی کی اس آگ میں جھونک رہا ہے۔ خدا کے لئے اپنی سوچ و روش پر نظر ثانی کیجئے۔

شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات

عورتوں کی تعلیم

خوب غور سے سن لیجئے کہ خدا' رسول ﷺ نے ہی عورتوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی متعین کر دیا ہے کہ انہیں کیا پڑھایا جائے؟ عورتوں کی تعلیم کیا ہونی چاہئے تو قرآن کریم نے اس بارے میں صاف کہہ دیا کہ واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ...الآیۃ (سورۃ الاحزاب آیات ۳۴ پ۲۲) اے عورتو! یاد کرو اللہ کی باتوں کو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اور دانائی کی باتوں کو' قرآن کریم کی بقیہ سورتوں کی بہ نسبت سورۃ النور (پ۱۸) میں چونکہ خواتین سے متعلقہ احکامات عفت و پردہ وغیرہ قدرے تفصیل سے مذکور ہیں' اس لئے آنحضرت ﷺ نے سورۃ نور کی تعلیم کی خصوصی ترغیب دی کہ علموا نساءکم سورۃ النور (رواہ البیہقی) اپنی عورتوں کو سورۃ نور کی تعلیم (بطور خاص) دو۔ اب کتاب و سنت میں بیان فرمودہ خدا' رسول ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات سے مسلم بچیوں کو محروم کرکے' کالجوں' یونیورسٹیوں وغیرہ میں مسلم و غیر مسلم ادیبوں' شاعروں' افسانہ نگاروں اور انشاء پردازوں کے رومانوی ناول' بے سروپا افسانے اور عشقیہ نظمیں و غزلیں وغیرہ تک پڑھنے کے لئے بھیجنا نامعلوم کون سی غیرت و حمیت اور عظمت و ترقی ہے؟ ایسا کرنا مسلم بچیوں کے ساتھ یقیناً ظلم و زیادتی ہے اور ان کے دین و ایمان اور شرم و حیا کو برباد کرنے کی ایک بھیانک سازش ہے۔

تخریب اخلاق تعلیم و ادب تو بچوں اور بچیوں ہر دو کے حق میں تباہ کن ہے ہی' رہے دنیوی علوم و فنون اور معلومات عامہ' عورت ذات کا تو ان سے بے خبر ہونا ہی حق تعالیٰ کے نزدیک اس کی خوبی ہے جس پر الغافلات المومنات...الآیۃ (سورۃ نور پ۱۸) ۲۳کی نص صریح موجود ہے' اس کے مقابلے میں آج کے اس جنون ترقی پر اک نظر ڈالئے کہ نوجوان بچیوں کو اس دنیوی تعلیم و ادب کی تربیت کے لئے اندرون ملک تو کیا' بیرون ملک یورپ و امریکہ اور فرانس و برطانیہ تک کی یونیورسٹیوں کے چکر لگوائے جا رہے ہیں۔ خداوند کریم ہی ہدایت و غیرت کی نعمت عطا فرمائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ سو خواتین کے لئے تعلیم کی نوعیت متعین ہو گئی کہ فقط قرآن و حدیث کی تعلیم ہی سے انہیں روشناس کرایا جائے۔

رہا یہ سوال کہ خواتین کے لئے تعلیم گاہ کہاں ہو' گھروں کی پاکیزہ و باپردہ فضا میں یا اسکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں وغیرہ کے آوارہ مزاج ماحول میں؟ تو فی بیوتکن...الآیۃ کہہ کر بتلا دیا گیا کہ خواتین دینی تعلیم گھر کی چار دیواری کے اندر رہ کر حاصل کریں تاکہ ستر و حجاب کے باعث شرم و حیا اور عزت و عفت محفوظ رہے۔ سو اصل یہ ہے کہ خواتین اپنے گھرانے کے محرم مردوں (والد' دادا' چچا' تایا' نانا' بھائی وغیرہ) اور پختہ علم رکھنے والی عورتوں سے علم دین حاصل کریں۔ ہاں اگر بدقسمتی سے پورے گھرانے میں کوئی ایک متقی و پرہیزگار عالم بھی موجود نہ ہو اور نہ ہی کوئی متقی و پرہیزگار عالمہ فاضلہ عورت ہو تو دینی مسائل کی تحقیق کے لئے اہل حق علماء کرام کے پاس اپنے کسی محرم (باپ' بھائی' خاوند' بیٹا وغیرہ) کے ساتھ باپردہ جانا درست ہے۔ جیسا کہ تحقیق مسائل کے لئے بہت سے موقعوں پر حضرات صحابہؓ کی عورتوں کا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا ثابت ہے۔ حتیٰ کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے' ان کی درخواست پر' آنحضرت ﷺ نے ہفتہ میں ایک دن بھی ان کے لئے مقرر فرما دیا تھا (صحیح بخاری)۔

اب غور فرمایئے کہ جو نام نہاد تعلیم چادر و چار دیواری کی حدیں پھلانگے بغیر حاصل ہی نہ ہو اور جس کی اساس و بنیاد ہی پردہ شکنی کے اصول پر ہو' اس کا حصول کسی مسلمان لڑکی کے لئے کہاں جائز ہو سکتا ہے؟ بلکہ لڑکیوں کے حق میں اسے تعلیم کہنا ہی دھوکہ اور فریب ہے کہ تخریب اخلاق و کردار کو تعلیم کا نام دیا گیا۔

عورت ذات کا ستر و حجاب اور اس کے جوہر شرم و حیا کا تحفظ شرع کو اس حد تک مطلوب ہے کہ بہت سے وہ احکامات شرعیہ جن کی بجا آوری کے لئے گھر سے باہر نکلنا پڑتا ہے۔ مثلاً مسجد کی نماز باجماعت' جمعہ کی نماز' عیدین کی نماز' جنازہ کی نماز' تدفین میت' جہاد فی سبیل اللہ' امامت

صغریٰ(نماز میں امام بننا)' امامت کبریٰ(حاکم اعلیٰ) وغیرہ ان سب کی کلفت سے عورت ذات کو سبکدوش کردیا تاکہ وہ چشم غیر سے زیادہ سے زیادہ پوشیدہ و پنہاں رہے اور ایسا کیوں نہ ہو تاکہ عورت ذات اپنی اصل کے اعتبار سے ہے ہی چھپی رہنے کی چیز جیساکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

المراۃ عورۃ فاذا خرجت استشر فها الشیطن...الحدیث(رواہ الترمذی)۔

"عورت تو چھپے رہنے کی چیز ہے' جب وہ(گھر سے) باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا ہے۔"

یعنی شیطانی مزاج لوگوں کو ابھار کر اس کے پیچھے لگانے کی کوشش کرتا ہے۔

ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا۔

ما ترکت بعدی فتنۃ اضر علی الرجال من النساء...الحدیث(رواہ البخاری)۔

"میں اپنے بعد مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ چھوڑ کے نہیں جارہا۔"

اسی لئے فرمایا۔

ویل للرجال من النساء و ویل للنساء من الرجال...الحدیث(رواہ ابن ماجۃ)۔

"ہلاکت ہے مردوں کے لئے عورتوں کی وجہ سے اور ہلاکت ہے عورتوں کے لئے مردوں کی وجہ سے۔"

سو اس تمام تر شر و فتنے کا دروازہ بند کرنے کے لئے اللہ رب العزت نے یہ حکیمانہ ارشاد جاری فرمایا۔

و قرن فی بیوتکن...الآیۃ (سورۃ احزاب آیت ۳۳ پ ۲۲)۔

"اے عورتو! اپنے گھروں میں ٹکی بیٹھی رہو۔"

کہ نہ گھر سے باہر نکلیں گی نہ کوئی فتنہ فساد ہوگا۔ ہاں بوقت ضرورت' احتیاط پردہ کے ساتھ اپنے کسی محرم کے ساتھ باہر نکلنے کی اجازت البتہ شرع میں ضرور موجود ہے۔

بعض لوگ یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ بچی پڑھی لکھی نہ ہو تو اس کی شادی بیاہ میں مشکل پیش آتی ہے' بے پڑھی لکھی ہونے کی وجہ سے کوئی رغبت نہیں کرتا... وغیرہ وغیرہ۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات خلاف حقیقت محض دھوکہ اور فریب نفس ہے۔ جہاں تک شادی بیاہ کا تعلق ہے تو بہت سے کھاتے پیتے گھرانے کے لوگ ان انگریزی اداروں کی پروردہ لڑکیوں سے رشتہ ناتہ کرنے سے محض اس لئے گھبراتے ہیں کہ ان جدید تعلیم یافتہ ماڈرن قسم کی لڑکیوں میں آزادی و آوارگی کا مرض عموماً ہوتا ہے۔ نمود و نمائش' تصنع و تکلف' بے پروائی و لاابالی' فضول خرچی و اسراف وغیرہ ان کی طبیعت ثانیہ بن چکا ہوتا ہے' ان تمام تر اخراجات و فضولیات کا تحمل کیونکر ہو سکے گا؟

ظاہر ہے کہ جو بچی' بچپن سے لے کر بیس پچیس سال کی عمر تک روزانہ نئی نویلی دلہن کی طرح' خوب سج دھج کر گلیوں' سڑکوں اور بازاروں سے گزرتے ہوئے عام لوگوں کے آگے اور اپنے اسکول' کالج یا یونیورسٹی وغیرہ میں اپنی ہمجولیوں کے سامنے اپنی خود پسندی و خود نمائی کا برملا اظہار کرتی رہی' وہ اپنے اس نمائشی طرز اور لاابالی پن کو خیرباد کہہ کر سادہ طرز زندگی اپنانے پر کہاں راضی ہوگی؟ اس لئے بہت سے موزوں رشتے تو ایسی لڑکیاں خود ٹھکرا دیتی ہیں کہ یہ ہمارے مزاج و معیار کے موافق نہیں' کہیں مال و دولت کی ریل پیل کچھ کم نظر آئی تو ٹکا سا جواب دے دیا کہ یہاں خوب عیش سے من ملی نہ ہو سکے گی' کہیں والدین موزوں جگہ نسبت طے کرنے کے لئے زور لگا رہے ہوتے ہیں مگر صاحبہ کو وہ رشتہ پسند نہیں آتا' ظاہر ہے کہ دوران تعلیم نگاہیں جب روزانہ ہزاروں پر تیرتی رہیں' وہ کسی ایک پر فوراً ٹک جانا کہاں پسند کریں گی؟ کہیں اپنے عزیزوں میں قریبی اور نہایت مناسب رشتہ موجود ہوتا ہے مگر اسکول' کالج یا یونیورسٹی دور میں کسی سے کئے ہوئے عہد و پیمان اور وعدے آڑے آئے ہوتے ہیں' جہاں اہل خانہ راضی نہیں ہوتے۔ اور بسا اوقات تو یہ بھی ہوا کہ صاحب کو دوشیزہ(کنواری) سمجھ کر بڑی چاہت کے ساتھ رشتہ ناتہ کیا مگر بعد چندے جب اسکول' کالج یا یونیورسٹی دور کے سربستہ راز کھلے تو چاہت و محبت کی جگہ نفرت و عداوت کی آگ بھڑکنے لگی' دو خاندان ایک دوسرے کے درپے آزار ہوگئے۔

مخلوط تعلیم کی صورت میں ایسا ہو جاتا تو کچھ اچنبھے کی بات ہی نہیں خود اندازہ لگایئے کہ جب نئی عمر کی خوبرو نوجوان لڑکیاں' اپنے جیسے ہم عمر نوجوان لڑکوں کے پاس بیٹھ کر' جذبات کو برانگیختہ کرنے والے افسانے' غزلیں اور عشقیہ اشعار وغیرہ پڑھیں' جن سے انگریزی ادب بھرا پڑا ہے اور اردو ادب میں بھی ماشاء اللہ کوئی کمی نہیں(دیکھئے لکھنوی دبستان شاعری' سعادت حسن منٹو وغیرہ جیسے لوگوں کے افسانے) (جاری)

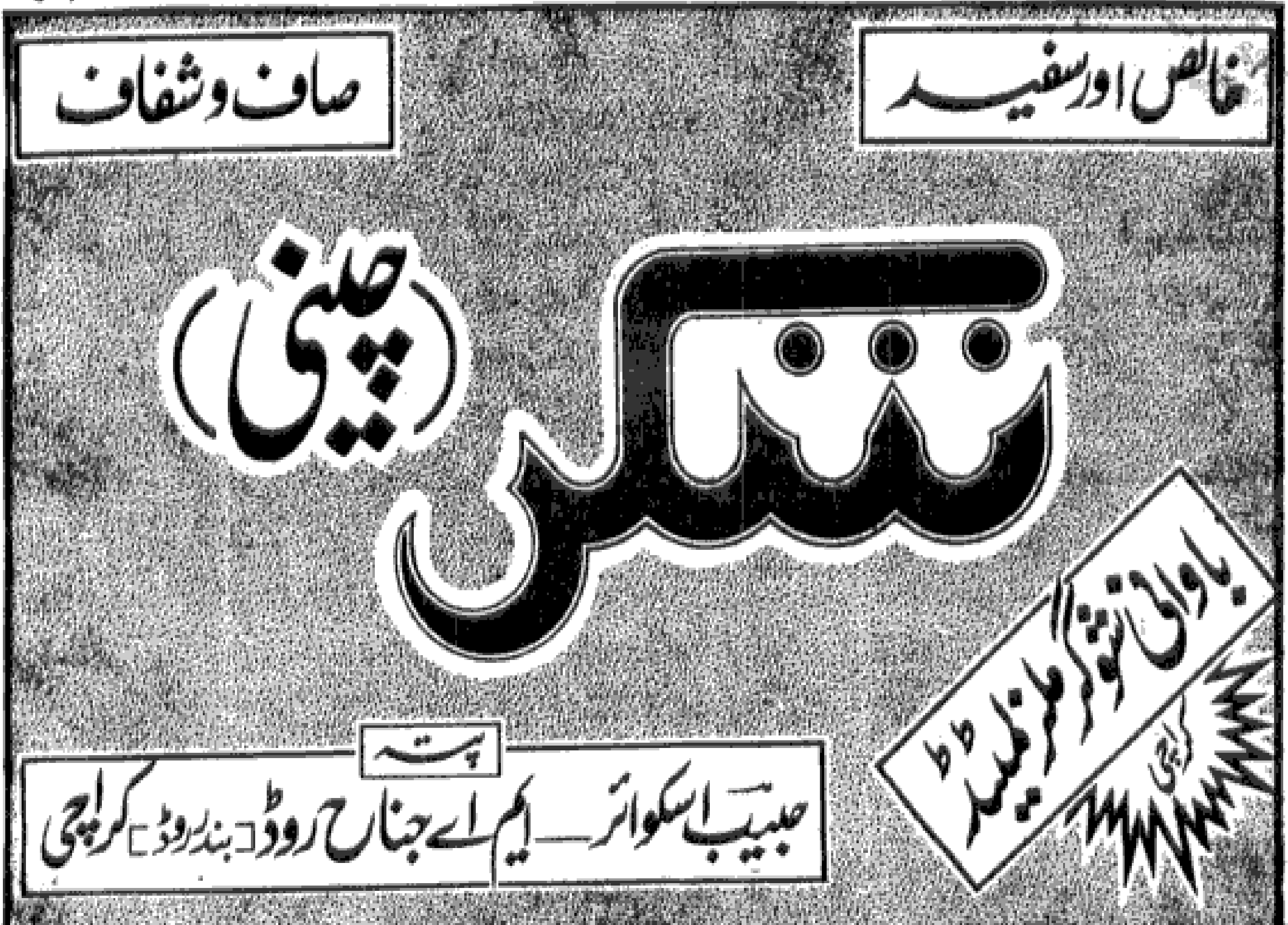

مرزا غلام قادیانی اپنے عقیدہ و کریکٹر کے آئینہ میں

از۔ مولانا محمد عارف سنبھلی ندوی

بلاشبہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نسبت نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا تھا' لیکن یہ واقعہ کافی بعد میں پیش آیا تھا' اس دعوے سے پہلے ساری امت کی طرح مرزا صاحب بھی آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین یعنی سب سے آخری نبی جانتے اور اپنے اس عقیدہ کا اعلان بھی کیا کرتے تھے' مثلاً قرآن شریف کی وہ آیت جس میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین ارشاد فرمایا گیا ہے' درج کرنے کے بعد مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ۔

"یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و سلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵۴۲۔ مطبوعہ بار پنجم ستمبر۱۹۴۹ء)

اور دوسری کتاب میں لکھا تھا کہ۔

"چونکہ ہمارے سید و رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔"

(شہادۃ القرآن ص ۲۸)

بہرحال یہ تھا پہلے دور میں مرزا صاحب کا عقیدہ و اعلان حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کے آخری نبی ہونے کے بارے میں۔

اور خود اپنی بابت اس وقت ان کا اعلان یہ تھا کہ۔

ترجمہ۔ "میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل کر کافروں میں شامل ہو جاؤں۔"

(حمامۃ البشریٰ ص ۱۷)

کون کہہ سکتا تھا کہ یہی مرزا صاحب جو آج آنحضرت ﷺ کے نبی آخر الزماں کے اعلان پر اعلان کر رہے ہیں اور اپنے متعلق کہہ رہے ہیں کہ میرے لئے نبوت کا دعویٰ ممکن نہیں میں نبوت کا دعویٰ کروں گا تو کافر ہو جاؤں گا یہی آئندہ چل کر اپنی نسبت نبی اور رسول کا اعلان کریں گے' لیکن کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ مرزا صاحب اپنے تمام قول و قرار بری طرح فراموش کر کے میدان میں اتر پڑے یعنی انہوں نے اپنی بابت نبی اور رسول ہونے کے اعلان پر اعلان کرنا شروع کر دیئے' اب وہ کہہ رہے تھے کہ۔

ا۔ "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء ص ۱۱)

۲۔ مرزا جی کے لڑکے بشیر الدین محمود احمد نے اپنی کتاب "حقیقتہ النبوۃ" میں مرزا صاحب کا قول نقل کیا ہے کہ۔

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔"

(حقیقتہ النبوۃ ص)

۳۔ اور ایک اشتہار پر انگریزی کے ان الفاظ میں مرزا صاحب نے دستخط کئے۔

THE PROPHET MIRZA GHULAM AHMAD.

یعنی۔ "النبی مرزا غلام احمد۔" (حقیقتہ النبوۃ ص ۲)

مرزا صاحب نے پہلے خود کہا تھا کہ۔

"میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل کر کافروں میں شامل ہو جاؤں۔"

مگر افسوس کہ بعد میں انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بہ اقرار خود وہ اسلام سے نکل کر کافروں میں شامل ہو گئے۔

نبی بننے کی عجیب اور انوکھی تدبیر

وہ بالکل انوکھی اور نرالی تدبیر جو مسیح اور نبی بننے کی مرزا صاحب کو سوجھی تھی اسے خود مرزا صاحب نے حسب ذیل الفاظ میں تحریر کیا ہے۔

"خدا نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو آیتیں قرآن شریف کی پیشین گوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں۔" (براہین احمدیہ جلد ۵ ص ۸۵)

ملاحظہ فرمایئے' کتنی آسانی سے مرزا صاحب بیٹھے بٹھائے عیسیٰ اور نبی بن گئے' اس طرح کہ بقول مرزا صاحب وہ قرآنی آیات جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی پیشین گوئی فرمائی گئی تھی' اب وہ سب کی سب آیتیں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے میری طرف منسوب کر دیں' لاحول ولا قوۃ الا باللہ' کہاں منصب نبوت کی بلندیاں' اور کہاں یہ واہیات اور جاہلانہ بکواس؟ کیا اس کی بھی علمی تردید کی ضرورت؟؟

یہاں برسبیل تذکرہ اس طرف بھی اشارہ کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی اس جاہلانہ تحریر میں اس کا اقرار تو کر ہی لیا کہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کی پیشین گوئی [illegible]

آیت میں نہیں بلکہ بہت سی آیتوں میں "اب اگر خود مرزا صاحب اپنی دیگر تحریروں میں اور قادیانی فرقہ کے لوگ اپنی کتابوں اور رسالوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت یہ لکھتے ہیں کہ قرآن میں دوبارہ دنیا میں ان کے آنے کی خبر نہیں دی گئی تو مرزا صاحب کا مذکورہ بالا بیان ہی ان کی تکذیب و تردید کے لئے بالکل کافی ہو گا۔ قادیانیت کا علمی مطالعہ کرنے والے حضرات اس کو ملحوظ رکھیں۔

ایک اور عجیب و غریب افتراء

مصنوعی نبوت کا کاروبار خالص جھوٹ ہی کے سہارے چلا کرتا ہے' چنانچہ مرزا غلام احمد کا بھی سب سے بڑا سہارا جھوٹ ہی تھا' وہ قرآن کی طرف عجیب و غریب انداز سے غلط سلط باتیں منسوب کیا کرتے تھے' یہاں ان کے ایک نہایت مضحکہ خیز افتراء اور عبرت ناک جھوٹ کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے' قرآن کا حوالہ دیتے ہوئے مرزا صاحب نے لکھا کہ۔

"انصاف اور عقل و تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیش گوئی جو سورۃ تحریم میں تھی یعنی یہ کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا اور مریم سے عیسیٰ بنایا جائے گا۔"

(کشتی نوح ص ۴۶)

مطلب مرزا صاحب کا یہ تھا کہ ان کی نسبت سورۃ تحریم میں یہ پیشین گوئی کی گئی ہے کہ وہ ایک ایسے مرد ہوں گے جو پہلے مریم کہلائیں گے اور پھر بعد میں مریم سے عیسیٰ بنا دیئے جائیں گے' کس قدر سوقیانہ مضمون ہے جو مرزا جی نے قرآن شریف کی طرف منسوب کر کے بیان کیا ہے؟؟؟

یہاں وہ آیت نقل کی جاتی ہے' جس کا حوالہ دے کر مرزا صاحب نے یہ مضحکہ خیز مضمون گھڑا تھا۔ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

ترجمہ۔ "اور مریمؑ بنت عمران جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی پھر ہم نے پھونک دی اس میں اپنی طرف سے ایک جان اور اس نے تصدیق کی اپنے رب کے کلمات کی اور اس کی کتابوں کی اور تھی وہ فرمانبرداروں میں۔"

(پارہ ۲۸ سورۃ تحریم آخری آیت)

آیت اور اس کے ترجمہ کو ایک بار پھر پڑھ لیجئے' آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس آیت میں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام آیا ہے' نہ اس امت کا آیت میں کوئی ذکر ہے' اور نہ اس میں کسی ایسے عجیب الخلقت آدمی ہی کا تذکرہ ہے جو مرد ہونے کے باوجود پہلے مریم کہلائے گا' اور پھر بعد میں مریم سے عیسیٰ بنا دیا جائے گا...... بلکہ اس میں ذکر ہے ان حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جو حضرت عمران کی صاحبزادی تھیں' اور وہ بھی اس سیاق میں کہ اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کو اہل ایمان کے لئے مثالی شخصیتیں قرار دیا ہے۔ ایک فرعون کی بیوی آسیہ اور دوسری عمران کی بیٹی مریم...... اب آپ خود فیصلہ کیجئے مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ صاحب کے بارے میں جو فرماتے ہیں کہ اس آیت [illegible]

کہ اس امت میں ایک شخص ہو گا جو پہلے مریم کہلائے گا اور بعد میں عیسیٰ بنا دیا جائے گا جو وہ خود ہیں۔ ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے بھی قادیانیت کو ایک سنجیدہ علمی مطالعہ کا موضوع جو لوگ سمجھتے ہیں، مجھے ان کی فہم پر حیرت ہے۔

صرف نبوت نہیں بلکہ انبیاء سابقین پر برتری کا دعویٰ بھی

مرزا صاحب نے محض نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر انہوں نے انبیاء علیہم السلام پر اپنی برتری کی ڈینگیں بھی ہانکیں' اور ساتھ ہی انبیاء کرام کی توہین بھی کی' مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام پر اپنی برتری جتاتے ہوئے انہوں نے لکھا۔

"پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز' اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف ابن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔"

(براہین احمدیہ جلد ۵ ص ۷۶)

ایک دوسری جگہ حضرت مسیح علیہ السلام پر اپنی برتری کی ڈینگ ہانکتے ہوئے مرزا صاحب نے لکھا۔

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے' اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔" (دافع البلاء ص ۱۳)

آگے چل کر مزید لکھا ہے کہ۔

"ابن مریم کا ذکر چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔"

یہ الفاظ لکھ کر جو توہین اللہ کے رسول کی مرزا جی نے کی ہے' ہر مسلمان اس کی اذیت اپنے دل میں محسوس کرے گا پھر اپنے اس شعر کی کوئی ایسی تاویل کرنے کے بجائے جس سے ظاہر ہو تا کہ مرزا واقعی حضرت مسیح علیہ السلام پر اپنی برتری نہیں جتا رہے ہیں بلکہ محض شاعری کی ترنگ میں یہ شعر کہہ گزرے ہیں' صاف لکھتے ہیں کہ۔

"یہ باتیں شاعرانہ نہیں واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہوئی تو میں جھوٹا ہوں۔" (دافع البلاء ص ۲۰-۲۱)

نیز انتہائی جھنجلاہٹ اور چڑچڑے پن کے انداز میں مرزا جی نے لن ترانی ہانکی کہ۔

"جبکہ میں نے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے' اور آنے والا مسیح میں ہوں' تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہئے کہ آنے والا مسیح کچھ چیز نہیں' نہ نبی کہلا سکتا ہے' نہ حکم' جو کچھ ہے پہلا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۵)

ایک مومن کے نقطہ نظر سے تو مرزا صاحب کے مندرجہ بالا بیانات ہی ان کو بے دین بلکہ دشمن عقیدہ و ایمان ثابت کرنے کے لئے بالکل کافی ہیں' لیکن انبیاء علیہم السلام کی مقدس ہستیوں کی آبرو پر جو ناپاک حملے مرزا جی کیا کرتے تھے' ان کی سنگینی کا اندازہ کرانے کے لئے مذکورہ عبارات بھی بالکل ناکافی ہیں' اس کام کے لئے ہم دل پر جبر کر کے ان کی دو تین عبارتیں مزید نقل کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ "نقل کفر کفر نباشد۔"

حضرت مسیح علیہ السلام کی عزت و آبرو پر حملہ کرتے ہوئے مرزا جی نے لکھا۔

"یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا اس کا سبب تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے' شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے' مگر اے مسلمانو! تمہارے نبی تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے۔" (کشتی نوح ص ۶۵ حاشیہ)

دوسری جگہ مرزا نے لکھا۔

"ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے' پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے' میں نے جواب دیا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی' لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔"

(نسیم دعوت ص ۶۹ طبع قادیان۔ دسمبر ۱۹۳۶ء)

اور اب مرزا کی انتہائی ملعون فطرت کو پوری طرح جاننے کے لئے زہر میں بجھی ہوئی ان کی یہ عبارت بھی دل پر جبر کر کے پڑھ لیجئے' لکھتے ہیں۔

"مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی' بلکہ یحییٰ کو اس پر ایک فضیلت ہے' کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی ناپاک کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا' یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا' یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی' اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا' کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔" (دافع البلاء صفحہ آخر)

کسی فرقہ یا جماعت سے کتنا بھی شدید اختلاف کیوں نہ ہو' لیکن اس کے پیشوا کو ناشائستہ القاب سے یاد نہیں کیا جانا چاہئے' اس اصول سے کسے انکار ہو سکتا ہے' لیکن ہر قاعدے اور اصول کی طرح جماعتوں کے قائدین کو رعایت دینے کی بھی کوئی حد ہونی چاہئے' مرزا جی اپنے باطنی خبث کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ کے مقدس رسول کی آبرو پر یہاں تک حملہ کر گزریں کہ وہ شراب پیتے تھے' فاحشہ عورتوں کی حرام کمائی کے مال سے خریدا گیا عطر خود انہیں فاحشہ عورتوں کے ہاتھوں سے اپنے سر پر ملواتے تھے' اور یہ عورتیں ان کے بدن کو اپنے سر کے بالوں اور ہاتھوں سے چھوا کرتی تھیں۔ اور نوجوان بے تعلق عورتیں ان کی خدمت کیا کرتی تھیں۔

اللہ کے رسول کی بابت یہ ریمارک اس درجہ کی شیطنت ہے کہ اس کے بعد مرزا اس کے مستحق نہیں رہتے کہ انہیں اپنے زمانہ کا سب سے بڑا شیطان نہ سمجھا جائے۔

آخر میں ایک بار پھر عرض کیا جاتا ہے کہ مرزا کے سخت گستاخانہ بیانات اور خاص طور سے آخری تین بیانات ہرگز اس لائق نہ تھے کہ انہیں نقل کیا جاتا' لیکن معاملہ کی نوعیت یہ ہے کہ قادیانی مبلغین نہایت خاموشی کے ساتھ مسلمانوں میں گھس گھس کر ان کے دین و ایمان کو تاراج کر رہے ہیں اور ادھر اکثر و بیشتر مسلمان قادیانیت کی اصلیت سے بالکل بے خبر نظر آتے ہیں' اور ان میں کے بعض لوگ اپنی بے خبری کے باعث قادیانیوں کا شکار ہو جاتے ہیں' اسی لئے دل پر جبر کر کے شیطنت سے لبریز ان کے یہ رکیک بیانات بھی نقل کئے گئے۔

مرزا کے ان بیانات سے واقف ہونے کے بعد مسلمان سوچیں کہ جو آدمی جھوٹ بولے اور انبیاء کرام کی مقدس ہستیوں کی آبرو پر حملہ کرنے میں اس درجہ بے باک ہو وہ نبی و مہدی و مجدد تو دور کی بات ہے' ادنیٰ درجہ کا مسلمان بلکہ کسی معمولی درجہ کا شریف آدمی بھی سمجھا جا سکتا ہے؟ اور اگر ان شنیع حرکات کے بعد بھی آدمی کا تعلق اسلام یا شرافت سے باقی فرض کیا جا سکتا ہے تو پھر کفر' رذالت اور بازاریت کس چیز کو کہا جائے گا؟

●●

ختم نبوت ایکشن کمیٹی کوئٹری کا ہنگامی اجلاس

کوٹری۔ ختم نبوت ایکشن کمیٹی کوٹری کا ایک ہنگامی اجلاس مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے رہنما علامہ احمد میاں حمادی کی سربراہی میں ہوا' جس میں ختم نبوت حیدر آباد کے مبلغ مولانا نذر عثمانی' قاری رفیق اللہ کوٹری ایکشن کمیٹی کے ممبران حافظ الٰہی بخش' خان زمان خان' غلام محمد بھٹہ صاحب' میجر رشید صاحب' مولانا عبدالواحد کے علاوہ کثیر تعداد میں کارکنان نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر اظہار تشویش کیا گیا اور کوٹری عدالت میں چلنے والے مقدمے کے بارے میں صلاح و مشورہ کیا گیا۔ علامہ احمد میاں حمادی نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانیت جیسے فتنہ سے نمٹنے کے لئے جذبہ صدیقیؓ کی ضرورت ہے لہٰذا تمام مسلمان اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے ہمہ وقت مصروف عمل ہوں۔ مولانا نذر عثمانی نے بھی اجلاس سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کے ان منکرین سے کسی صورت میں بھی رعایت نہیں ہو سکتی اور یہ بات اجماع امت سے ثابت ہے کہ ہر مدعی نبوت کو نہ صرف قتل کیا گیا بلکہ اس کی ذریت کو بھی زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ ایکشن کمیٹی کے ممبران و کارکنان سے اجلاس میں یہ بھی عرض کیا گیا کہ دوسرے دن عدالت میں پیشی کی وجہ سے تمام ساتھی جلد تشریف لائیں۔ کوٹری عدالت میں تمام ممبران ایکشن کمیٹی کے علاوہ علامہ احمد میاں حمادی' مولانا جمال اللہ الحسینی' مولانا حفیظ الرحمٰن' مولانا نذر عثمانی مبلغ حیدر آباد' قاری رفیق اللہ بھی شریک ہوئے۔ بعد ازاں علامہ احمد میاں حمادی کی سربراہی میں مبلغین ختم نبوت کا وفد بدین ختم نبوت کانفرنس کے لئے روانہ ہو گیا۔

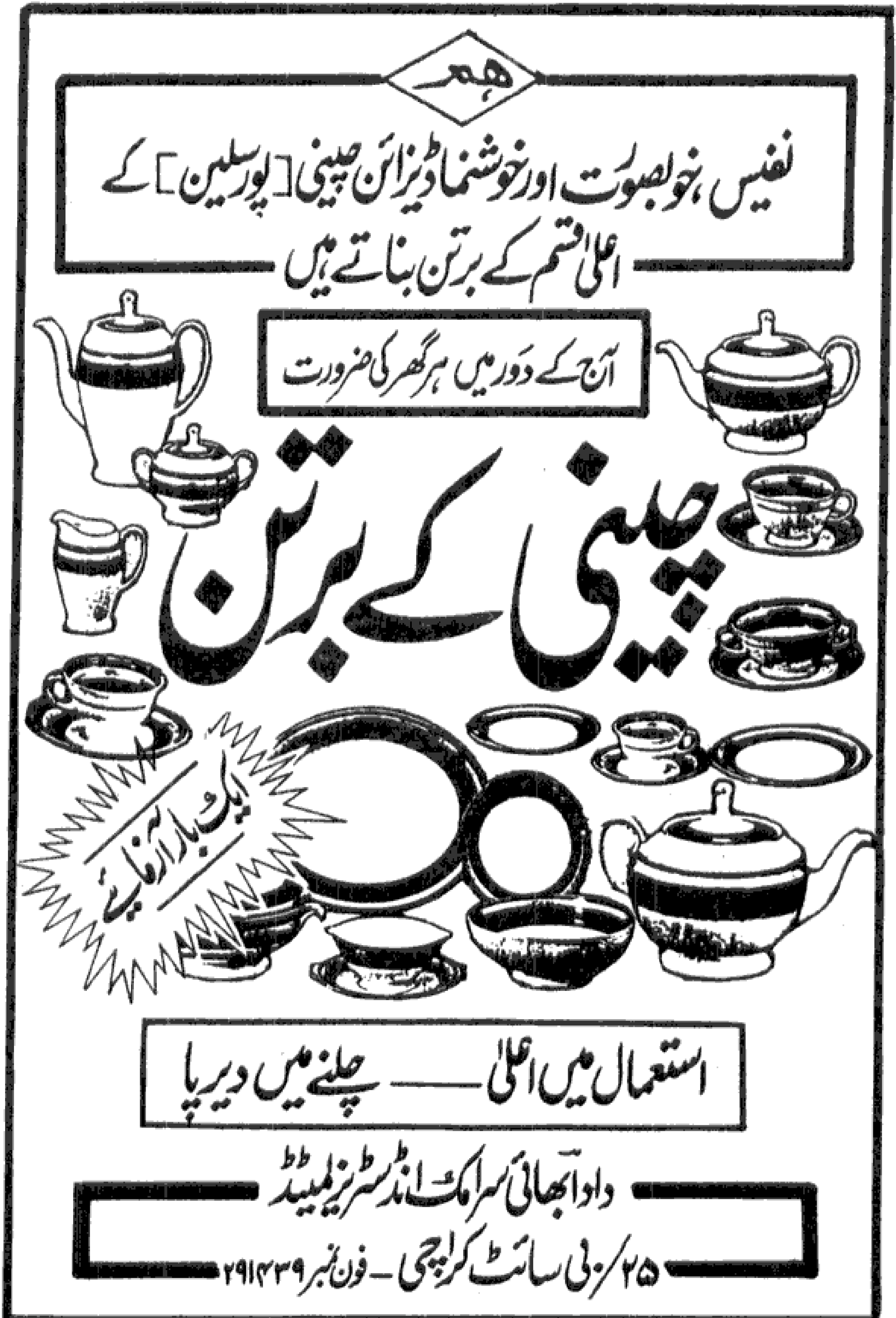
ہم
نفیس، خوبصورت اور خوشنما ڈیزائن چینی [پورسلین] کے
اعلیٰ قسم کے برتن بناتے ہیں
آج کے دور میں ہر گھر کی ضرورت
چینی کے برتن
ایک بار آزمائیے
استعمال میں اعلیٰ ـــــ چلنے میں دیرپا
دادابھائی سرامک انڈسٹریز لمیٹڈ
۲۵/بی سائٹ کراچی ـ فون نمبر ۲۹۱۴۳۹

قادیانیت عدالتی فیصلوں کی روشنی میں

از۔ مولانا محمد جمیل خان

۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے واضح اعلان نبوت کے بعد علماء کرام نے جہاں مناظروں' مباحثوں' تحریری طور پر اور تحریک کے ذریعہ فتنہ قادیانیت کو ختم کرنے کی جدوجہد کی' اسی کے ساتھ عدالتی میدان میں بھی قادیانیوں کے عقائد کو خوب اچھی طرح واضح کیا۔

پہلا عدالتی فیصلہ

اس سلسلے میں سب سے پہلے جس مقدمہ کا سامنا کرنا پڑا وہ ماریشس کی ایک مسجد کا مقدمہ تھا۔ ماریشس کے ایک علاقہ "روزہل" میں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کی گئی۔ کچھ عرصہ بعد مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا تو ایک اور مسجد کی ضرورت محسوس ہوئی تو دوسری مسجد بنائی گئی۔ یہ مرکزی مسجد تھی' اس میں اسلام سے متعلق تمام فتنوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا تھا۔ قادیانیوں کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا گیا تو اس مسجد میں قادیانیوں سے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ واضح کیا گیا اور غیر مسلم ہونے کی وجہ سے قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہوا۔ اس وقت علاقہ میں ۵۰۰ مسلمان اور ۱۲ قادیانی رہتے تھے۔ قادیانیوں نے ایک سازش کے ذریعہ مسجد پر قبضہ کرلیا۔ مسلمانوں نے یہ مقدمہ ماریشس سپریم کورٹ میں دائر کردیا۔ ۲۶ فروری ۱۹۱۹ء کو یہ مقدمہ دائر ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے ۲۱ شہادتیں قادیانیوں کے خلاف پیش کی گئیں۔ مولانا عبدالرشید نواب نے تمام دلائل سے ثابت کیا کہ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے کی بنا پر مسلم امت سے خارج ہوگئے ہیں' اس لئے ان کو مسلمانوں کی مسجد میں نماز پڑھنے یا امام رکھنے کا کوئی حق نہیں۔ تفصیلی سماعت کے بعد ۱۹ نومبر ۱۹۲۰ء کو چیف جسٹس سر اے۔ ہرچینز وڈ نے فیصلہ سنایا کہ۔

"عدالت عالیہ اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ مدعا علیہ (قادیانی) کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ روزہل مسجد میں اپنی پسند کے امام کے پیچھے نماز ادا کریں۔ اس مسجد میں صرف مدعی مسلمان نماز ادا کرسکیں گے۔ اپنے اعتقادات (عقائد) کی روشنی میں۔"

اسی عدالت کے دوسرے جج جناب ٹی۔ اے۔ روزلی نے بھی اس فیصلہ سے اتفاق کیا۔ اس طرح یہ دنیا کی پہلی عدالت تھی' جس نے قادیانیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ صادر کیا۔

دوسرا عدالتی فیصلہ

برصغیر میں قادیانیوں سے متعلق عدالت میں مقدمات کی ابتداء ضلع بہاولنگر (ریاست بہاولپور) کے سیشن کورٹ میں ہوئی۔ مسمات غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش نے اپنے شوہر عبدالرزاق ولد مولوی جان محمد کے خلاف تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا اس بنیاد پر کہ اس کا شوہر عبدالرزاق قادیانی ہو کر غیر مسلم ہوگیا ہے۔ عبدالرزاق کا دعویٰ تھا کہ وہ قادیانی ہے لیکن غیر مسلم نہیں' اس لئے اس کی بیوی کی رخصتی کرکے اس کا گھر بسایا جائے۔ ۱۹۳۲ء میں اس مقدمہ کا از سر نو آغاز ہوا۔ یہ مقدمہ بہت مشہور ہوا اور اس زمانے کے سب سے بڑے محدث مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ بیماری کے باوجود خود بیان دینے کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک موقع پر آپ نے قادیانی وکیل کو کہا کہ اگر تو چاہے تو میں مرزا غلام احمد قادیانی (جھوٹے مدعی نبوت) کو جہنم کی آگ میں جلتے ہوئے دکھا دوں۔ طویل بحث و مباحثہ کے بعد جناب محمد اکبر خان ڈسٹرکٹ جج نے تاریخی فیصلہ رقم کیا۔

"مدعا علیہ قادیانی عقائد اختیار کرنے کی وجہ سے مرتد ہوچکا ہے لہٰذا اس کا مدعیہ کے ساتھ نکاح تاریخ ارتداد مدعا علیہ سے فسخ ہوچکا ہے اگر مدعا علیہ کے عقائد کو بحث مذکورہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو بھی مدعا علیہ کے ادعا کے مطابق مدعیہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی امتی نبی نہیں ہوسکتا اور اس کے علاوہ جو دیگر عقائد مدعا علیہ نے اپنی طرف منسوب کئے ہیں وہ عام اسلامی عقائد کے مطابق تو ہیں لیکن ان عقائد پر وہ انہی معنوں میں عمل پیرا سمجھا جائے گا جو معنی کہ مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں اور یہ معنی چونکہ ان معنوں کے مغائر ہیں جو جمہور امت آج تک لیتے آئی ہے اس لئے بھی انہیں مسلمان نہیں سمجھا جاسکتا۔ اور ہر دو صورتوں میں وہ مرتد ہی ہے اور مرتد کا نکاح چونکہ ارتداد سے فسخ ہوجاتا ہے لہٰذا ڈگری بحق مدعیہ صادر کی جاتی ہے کہ وہ تاریخ ارتداد مدعا علیہ سے اس کی زوجہ نہیں رہی۔ مدعیہ خرچہ مقدمہ بھی ازاں مدعا علیہ لینے کی حق دار ہے۔"

تیسرا فیصلہ

۲۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے احرار تبلیغ کانفرنس قادیان میں تقریر کی۔ حکومت نے دفعہ ۱۵۳ الف کے تحت امیر شریعت کو مجرم گردانتے ہوئے ۶ ماہ سزائے بامشقت سنائی' جس کے خلاف مجلس احرار اسلام نے مسٹر جی ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداسپور کی عدالت میں اپیل دائر کی۔ تفصیلی بحث کے بعد انہوں نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ "قادیانی اور مسلمان الگ الگ عقائد رکھتے ہیں اور امیر شریعت کی تقریر اگرچہ قانون کے تحت جرم کے زمرے میں آتی ہے لیکن اس تقریر کے لئے جو حالات پیدا کئے گئے اس کی ذمہ داری فریق ثانی (قادیانی) پر ہے۔ اس لئے سزا میں تخفیف کرکے صرف تابرخاست عدالت اس سزا کو باقی رکھا جاتا ہے۔"

اس فیصلہ نے واضح کردیا کہ قادیانی مسلمانوں سے الگ ملت ہیں۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے۔ "مرزائیت عدالت کے کٹہرے میں" مولفہ جانباز مرزا' "قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے" مرتبہ فیاض اختر ملک)

چوتھا فیصلہ

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کہ قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں کے باوجود قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے اور مذہب کے خانے میں احمدی مسلمان لکھتے تھے۔ نومبر ۱۹۸۱ء میں پنجاب یونیورسٹی میں نفیس نامی طالب علم نے داخلہ فارم میں اپنے آپ کو "احمدی مسلمان" لکھا۔ یونیورسٹی کی انتظامیہ نے تصحیح کے لئے طالب علم کو واپس کیا کہ احمدی غیر مسلم ہیں۔ طالب علم نے تصحیح کرنے سے انکار کردیا جس پر اس کا داخلہ نہ ہوا۔ مبشر لطیف کے ذریعہ قادیانی طالب علم نے عدالت عالیہ لاہور میں رٹ دائر کردی۔ جناب جسٹس گل محمد خان نے مقدمہ کی سماعت کی اور طرفین کے وکلاء کے دلائل سننے کے بعد فیصلہ دیا کہ "قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں لکھ سکتے اور پنجاب یونیورسٹی نے مذہب کے بارے میں معلومات حاصل کرکے کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا۔ اس لئے پنجاب یونیورسٹی کے خلاف ان کی درخواست خارج کی جاتی ہے۔"

پانچواں فیصلہ

فیصل آباد کے ایک گاؤں کی نمبرداری کے لئے امیدواران نے درخواست دی' جس میں ایک قادیانی بھی تھا۔ اسسٹنٹ کمشنر سرگودھا نے جانچ پڑتال کے بعد مسلمان امیدوار کو نمبرداری کے لئے موزوں قرار دیا۔ جس پر قادیانی امیدوار مسعود احمد نے عدالت عالیہ لاہور میں درخواست داخل کردی کہ احمدی ہونا نمبرداری کے لئے کوئی نااہلیت کی وجہ نہیں۔ جناب جسٹس میاں محبوب احمد نے اس مقدمہ کی سماعت کی اور فیصلہ میں لکھا کہ سائل کے دلائل میں کوئی وزن نہیں' اس لئے یہ درخواست خارج کی جاتی ہے۔

چھٹا فیصلہ

۱۹۷۴ء میں اسمبلی کے تاریخی فیصلہ کے بعد قادیانیت کے بارے میں ایک رخ تو متعین ہوگیا اور دنیا کے سامنے ایک حقیقت واضح ہوگئی لیکن قادیانیوں نے اس آئینی ترمیم کو منظور نہیں کیا اور وہ مساجد کے نام پر اپنی عبادت گاہیں قائم کرتے رہے۔ کلمہ طیبہ کا بیج سینوں پر آویزاں کرکے کلمہ طیبہ کی توہین کا ارتکاب کرتے رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد اور نائب امیر مولانا مفتی احمد الرحمن اور اراکین شوریٰ نے محسوس کیا کہ جب تک اس آئینی ترمیم کے تحت کوئی قانون سازی نہیں ہوگی قادیانیت کی ان سرگرمیوں کو نہیں روکا جاسکتا۔ اس وقت ملک میں مارشل لاء کی حکومت تھی اور جنرل ضیاء الحق مرحوم اس کے سربراہ تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مارشل لاء حکومت سے مطالبہ کیا لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ آخرکار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپریل ۱۹۸۴ء میں ایوان صدر کے گھیراؤ کا فیصلہ کیا۔ صدر ضیاء الحق مرحوم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں سے مذاکرات کئے اور آخرکار وکیل ختم نبوت راجہ ظفر الحق کی کوششوں سے جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ۲۶ر اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا، جس کی رو سے قادیانیوں کو اپنے آپ کو مسلمان کہنا، مسلمان کہلوانا، شعائر اسلامی استعمال کرنا، مساجد کی شکل میں عبادت گاہیں بنانا وغیرہ ممنوع قرار پایا۔ اس آرڈیننس کی وجہ سے قادیانیوں کی تمام سرگرمیوں پر ایک حد تک پابندی عائد ہوگئی تھی۔ اس لئے قادیانیوں نے اس آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کردیا۔ شریعت پٹیشن نمبر ۱۷/آئی ۱۹۸۴ء کے عنوان سے اس مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ چیف جسٹس جناب شیخ آفتاب احمد، جناب جسٹس فخر عالم، جناب جسٹس چوہدری محمد صدیق، جناب جسٹس مولانا ملک غلام علی، جناب جسٹس مولانا عبدالقدوس ہاشمی نے یہ مقدمہ سنا۔ قادیانیوں کی طرف سے مجیب الرحمن ایڈووکیٹ، لاہوری مرزائیوں کی طرف سے عبدالواحد لاہوری، مدعا علیہ حکومت پاکستان کی طرف سے حاجی شیخ غیاث محمد ایڈووکیٹ، ایم بی زمان ایڈووکیٹ، سید ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ نے نمائندگی کا حق ادا کیا۔ قادیانیوں کا موقف یہ تھا کہ آرڈیننس قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ جبکہ حکومت پاکستان کا موقف یہ تھا کہ یہ آرڈیننس قرآن و سنت کے عین مطابق ہے۔ دونوں طرف کے وکلاء نے اپنے دلائل حوالہ جات کے ساتھ پیش کئے۔ قاضی مجیب الرحمن، پروفیسر محمد احمد غازی، مولانا صدر الدین رفاعی، علامہ تاج الدین حیدری، علامہ مرزا محمد یوسف، پروفیسر مولانا طاہر القادری نے عدالت کی اعانت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے سرکاری وکلاء کی معاونت کی۔

تفصیلی سماعت کے بعد ۱۲ر جولائی ۱۹۸۴ء کو چیف جسٹس آفتاب نے دو صفحہ کا اجمالی فیصلہ لکھا، جس پر دیگر جج صاحبان نے دستخط ثبت کئے۔ اس اجمالی فیصلہ میں واضح کیا گیا کہ قادیانی مسلمانوں سے الگ گروہ ہے، اس لئے شعائر اسلام استعمال کرنے کی اجازت نہیں اور اپریل ۱۹۸۴ء کا جاری کردہ آرڈیننس قرآن و سنت کے عین مطابق ہے۔ اس لئے قادیانیوں کی اپیلیں خارج کی جاتی ہیں۔ جسٹس آفتاب احمد کے ریٹائر ہونے کے بعد چیف جسٹس فخر عالم نے تفصیلی فیصلہ ۲۸ر اکتوبر کو سنایا جو ۲۲۰ صفحات پر مشتمل تھا۔ اس میں تمام دلائل کو جمع کرکے یہ فیصلہ لکھا گیا تھا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس قرآن و سنت کے عین مطابق ہے۔

ساتواں فیصلہ

مندرجہ بالا مقدمہ میں شکست کھانے کے بعد قادیانیت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر نے تمام قادیانیوں کو حکم دیا کہ وہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے سینوں پر کلمہ طیبہ کا بیج آویزاں کریں۔ سرگودھا میں قادیانیوں نے باقاعدہ طور پر اس مہم کو شروع کردیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی نے ان قادیانیوں کے خلاف ایف آئی آر کٹوائی اور گرفتار کرایا۔ قادیانیوں نے سیشن کورٹ میں ضمانت کی درخواست داخل کرائی جو نامنظور ہوگئی اس پر عدالت عالیہ میں اپیل دائر کردی۔ جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ صاحب نے اس مقدمہ کی سماعت کی۔ قادیانیوں کی طرف سے شیخ مجیب الرحمن، ملک محمود مجید اور مرزا نصیر احمد ایڈووکیٹ، سرکار کی طرف سے جناب خلیل الرحمن رمدے ایڈووکیٹ جنرل، اویس قسیم ایڈووکیٹ بحیثیت وکیل پیش ہوئے۔ مسلمانوں کا موقف تھا کہ قادیانی کلمہ طیبہ سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں اس لئے اس سے حضور ﷺ کی توہین ہوتی ہے۔ عدالت عالیہ نے دلائل کی روشنی میں اس سے اتفاق کیا۔ ۱۳ر جون ۱۹۸۷ء کو درخواست گزار کے وکیل نے درخواست ضمانت واپس لینے کی درخواست پیش کی۔ سرکار کے وکلاء نے موقف اختیار کیا کہ درخواست واپس لینے میں بھی عدالت کی توہین ہے جس پر بحث ہوئی۔ آخر عدالت نے فیصلہ کیا کہ درخواست واپس لینے کی بنا پر غیر موثر ہوگئی لیکن یہ واضح ہے کہ غیر مسلم قادیانی کلمہ طیبہ کو جن معنی میں لیتے ہیں یا اس سے جو مفہوم وہ وابستہ کرتے ہیں وہ بہرحال یہ تقاضا کرتا ہے کہ آیا ان لوگوں کا یہ عمل جس کے خلاف شکایت کی گئی ہے رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کے مقدس نام کی توہین کے زمرے میں آتا ہے۔ درخواست گزار کا رویہ بھی توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے لیکن درخواست گزار برائے واپسی ایک اقلیتی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا اس عدالت کو خیر اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سلسلے میں مزید کارروائی کرنے سے ہاتھ روک لینا چاہئے اس لئے درخواست ضمانت بطور دستبرداری خارج کی جاتی ہے۔

آٹھواں فیصلہ

کوئٹہ میں قادیانیوں نے مرزا طاہر کے حکم پر کلمہ طیبہ کا بیج آویزاں کرنا شروع کیا۔ مبلغ ختم نبوت مولانا نذیر احمد تونسوی اور حاجی محمد رفیق بجنی نے اس کو پکڑ کر پولیس کے حوالہ کیا اور ایف آئی آر درج کرائی۔ اس مقدمہ میں سٹی مجسٹریٹ نے مجرمین کو ایک ایک سال قید بامشقت اور ایک ایک ہزار روپے جرمانہ کیا۔ اس سزا کے خلاف قادیانیوں نے عدالت عالیہ کوئٹہ میں اپیل دائر کی۔ جناب جسٹس امیر الملک مینگل نے اس مقدمہ کی سماعت کی اور تفصیلی سماعت کے بعد فیصلہ دیا کہ حقائق کی روشنی میں ثابت ہوا کہ مجرمین کا جرم ثابت ہوا۔ ماتحت عدالت نے بڑے مناسب طریقے سے فیصلہ سنایا ہے، اس مقدمہ میں کوئی غیر قانونیت، ناموزونیت یا اختیار سماعت میں کوئی تجاوز یا اس کے تحت معاملے کو نمٹانے میں ناکامی یا ذمہ دارانہ مداخلت نہیں پائی گئی۔ سزا کے مقدار کے سلسلے میں اولین مجرمین ہونے کی بنا پر نرم رویہ اختیار کرتے ہوئے ۶ماہ قید بامشقت کی جاتی ہے اور اپیلوں و درخواستوں کو برخاست کیا جاتا ہے۔

نواں فیصلہ

امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء وفاقی شرعی عدالت نے قادیانیوں کی طرف سے دائر کردہ درخواست کے بعد قرآن و سنت کے مطابق قرار دیا تو قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ شریعت اپیل بنچ میں اپیل دائر کی۔ اس اپیل کی سماعت جناب جسٹس محمد افضل ظلہ (چیئرمین)، جناب جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ، جناب جسٹس شفیع الرحمن، جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری، جناب جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی نے کی۔ اڑھائی سال سے زیادہ عرصہ یہ مقدمہ عدالت میں زیر سماعت رہا کیونکہ قادیانی اس مقدمہ کو ٹالتے رہے۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۸۸ء کو اس کی سماعت شروع ہوئی۔ اس کے بعد قادیانیوں کی طرف سے درخواست واپس لینے کی درخواست پیش کی گئی جس پر جناب جسٹس افضل ظلہ نے فیصلہ تحریر فرمایا تھا اور جج صاحبان نے اس فیصلہ پر اپنی مہر تصدیق ثبت کی۔ تفصیلی فیصلے میں قادیانیوں کے طرز عمل کو غلط اور بے بنیاد قرار دیتے ہوئے تحریر فرمایا۔

"مذکورہ بالا حقائق اور حالات کو سامنے رکھتے ہوئے دونوں شریعت اپیلیں نمبر ۲۴-۲۵ برائے ۱۹۸۴ء واپس لئے جانے کی وجہ سے خارج کی جاتی ہیں اور قرار دیا جاتا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کا زیر بحث فیصلہ ملک میں نافذ العمل رہے گا۔"

دسواں فیصلہ

۲۳مارچ ۱۹۸۹ء کے قادیانیوں کے صد سالہ جشن یا سالانہ کانفرنس کے خلاف امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے دیگر مذہبی جماعتوں کے ساتھ مل کر آواز بلند کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس آرڈیننس کے تحت اس پر پابندی عائد کی جائے۔ ۲۰ر مارچ ۱۹۸۹ء کو ڈی سی جھنگ نے قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی عائد کردی۔ قادیانیوں نے اس پابندی کے خلاف

باقی صفحہ ۲۷ پر

دوسری اور آخری قسط

تحریر۔ مولانا محمد جمیل خان

قادیانیت

جھوٹے دعویٰ نبوت سے اسمبلی کے تاریخی فیصلے تک

قادیانیت کے سدباب کے لئے تحفظ ختم نبوت کے نام سے مذہبی پلیٹ فارم تشکیل پایا

مختلف مقامات پر ہنگامہ آرائی کی۔ مرزا ناصر نے جو اس وقت اپنے آپ کو جھوٹے نبی کا خلیفہ کہلواتے تھے انہوں نے اس قرارداد پر سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کی۔ انہی دنوں مرزا ناصر کے حکم پر فضائیہ کے ایک بیڑے نے قادیانیوں کے سالانہ جلسہ کے موقع پر مرزا ناصر کو سلامی دی۔ آزاد کشمیر اسمبلی کی تقلید میں قومی اسمبلی میں مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، مولانا عبدالحکیم راولپنڈی نے قرارداد پیش کی۔ اسپیکر نے منظور نہیں کی۔ سندھ اسمبلی میں جناب ظہور الحسن بھوپالی نے پہلے قرارداد اور اس کے ایجنڈے پر نہ آنے پر تحریک التوا پیش کی۔ اسپیکر کی طرف سے اجازت نہ دینے پر واک آؤٹ کیا۔ انہی دنوں قادیانیوں کی طرف سے فوجی بغاوت کی بھی کوشش کی گئی۔ فرقان فورس کے نام سے پرائیویٹ فوج قائم کی گئی تاکہ قادیانیوں کو تحفظ دیا جاسکے۔ ربوہ میں قادیانیوں نے اپنے سیکریٹریٹ اور سرکاری دفاتر پر اپنے جھنڈے لہرا دیئے۔ اپوزیشن لیڈروں مولانا مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی، نوابزادہ نصر اللہ خاں، خان عبدالولی خان، چوہدری ظہور الٰہی کے قتل کی کوشش کی گئی۔ الغرض بالکل ایسی صورتحال پیدا کردی گئی جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ قادیانی اپنی الگ ریاست قائم کرنا یا پاکستان کو سیکولر اور قادیانی اسٹیٹ بنانے کے درپے ہوگئے ہیں۔ ادھر قادیانی یہ سوچ رہے تھے اور اس کے لئے ہر قسم کی غیر قانونی سرگرمیوں میں مصروف تھے، ادھر رب العزت کی طرف سے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ کا وقت آگیا۔ ۲۲ مئی ۱۹۷۴ء کو ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے قادیانیوں کے خلاف تاریخی فیصلہ کے لئے راہ ہموار کردی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مطالبہ پورا ہونے کی راہ ہموار کردی۔

نشتر میڈیکل کالج کے طلباء نے سوات جانے کا تفریحی پروگرام ترتیب دیا۔ خیبر میل میں بوگی مخصوص کرانے کی کوشش کی۔ خیبر میل کے بجائے چناب ایکسپریس میں بوگی دستیاب ہوئی۔ طلباء اس کے ذریعہ پنڈی کے لئے روانہ ہوئے۔ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر لڑکے اشیائے ضرورت کی خریداری کے لئے اترے تو مرزائیوں نے ان کو قادیانیت کی تبلیغ شروع کی اور "الفضل" رسالہ پکڑا دیا۔ طلباء میں اضطراب پیدا ہوا۔ اور انہوں نے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے اس سے قبل کہ تصادم ہوتا طلباء کے بڑوں اور قادیانیوں کے بڑوں نے معاملہ رفع دفع کرادیا۔ بات ختم ہوگئی لیکن ایک بات واضح ہوگئی کہ قادیانیوں کے عزائم اتنے بلند ہوگئے تھے کہ وہ سرعام تبلیغ سے بھی نہیں چوکتے۔ دن گزرتے گئے طلباء اپنی تفریح میں مشغول ہوگئے۔ ۲۸ مئی کو طلباء نے واپسی میں بھی خیبر میل کی کوشش کی لیکن چناب ایکسپریس کی بکنگ ہی ملتان سے تھی اس لئے چناب ایکسپریس کی بوگی دستیاب ہوئی۔ سرگودھا اسٹیشن پر کچھ نوجوان طلباء کی بوگی میں سوار ہوئے جس سے طلباء کو اندیشہ ہوا کہ قادیانی کچھ گڑبڑ کریں گے۔ ربوہ اسٹیشن پر چناب ایکسپریس کے پہنچتے ہی سیکڑوں افراد پر مشتمل ہجوم نے جو لاٹھیوں، ہاکیوں، سریوں سے لیس تھا طلباء کی بوگی پر حملہ کردیا اور ان نہتے طلباء کو مارنا پیٹنا شروع کردیا۔ آدھے گھنٹے تک یہ ہجوم وحشیانہ انداز میں ان طلباء پر لاٹھیاں اور سریے برساتا رہا لیکن کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ جس نے بچانے کی کوشش کی اس کو بھی زدوکوب کیا گیا۔ ان طلباء کے لئے ربوہ اسٹیشن کربلا کا میدان بنا ہوا تھا۔ جب طلباء زخموں سے چور چور ہوکر ادھ موئے ہوگئے تو ہجوم ربوہ شہر کی طرف فرار ہوگیا۔ ربوہ اسٹیشن سے فیصل آباد تک یہ طلباء اسی زخمی حالت میں لے جائے گئے۔ فیصل آباد اسٹیشن پر حکام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا تاج محمود اور دیگر علماء کرام واقعہ کی اطلاع ملنے پر پہنچ گئے۔ یہ خبر پورے ملک میں آناً فاناً پھیل گئی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے تمام پاکستان کے علماء کرام کا اجلاس طلب کیا۔ پورے ملک میں احتجاج کی لہر دوڑ گئی۔ جلسے، جلوس اور احتجاجی مظاہرے شروع ہوگئے۔ ہر مسلمان اس واقعہ پر سراپا احتجاج بنا ہوا تھا۔ اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے ملک میں ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگانے والوں پر اس طرح کھلے ظلم اور ربوہ اسٹیشن پر ببانگ دہل محمدیت مردہ باد (نعوذ باللہ) نشتر کالج کے مسلے ہائے ہائے کے نعرے کسی بھی مسلمان کے لئے کس طرح قابل برداشت ہوسکتے تھے۔ ہنگاموں نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ پوری حکومتی مشینری ناکام ہوگئی۔ آخر کار وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی ہدایت پر پنجاب کے وزیر اعلیٰ حنیف رامے نے جسٹس کے ایم صمدانی پر مشتمل ٹریبونل قائم کیا جس کو ہدایت کی گئی کہ وہ سانحہ ربوہ اسٹیشن کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرے۔ وزیر اعظم پاکستان نے اعلان کیا کہ اس ٹریبونل کی رپورٹ شائع کی جائے گی اور مجرمین کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ ادھر ٹریبونل نے کام شروع کیا۔ ادھر پورے پاکستان میں تحریک نے شدت پکڑی۔ مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ اور مولانا مفتی محمود کے مشورے سے تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو طلب کیا اور اس واقعہ کے پس منظر میں قادیانیوں کے عزائم سے باخبر کیا۔ بالاتفاق تجویز منظور ہوئی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کا مسئلہ امت مسلمہ کا مشترکہ اجتماعی مسئلہ ہے۔ اس کو حل کرانے کے لئے تمام جماعتوں پر مشتمل آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل دے کر اس پلیٹ فارم سے مشترکہ جدوجہد کی جائے۔ اتفاق رائے سے محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو اس کا امیر مقرر کیا گیا۔ تمام جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل مجلس شوریٰ کا قیام عمل میں آیا۔ اس پلیٹ فارم کے تحت قومی اسمبلی اور پورے پاکستان میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا آغاز ہوا۔ قادیانیوں کا سماجی بائیکاٹ تحریک کا پہلا مرحلہ تھا۔ دوسرے مرحلے میں ہڑتالوں اور احتجاجی جلوسوں کی ہمہ گیری نے تحریک کو تقویت دی جبکہ تیسرے مرحلہ میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے فیصلے کی روشنی میں قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود نے اپنے ۳۶ اراکین اسمبلی کے دستخطوں سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی درج ذیل قرارداد ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں پیش کی۔

جناب اسپیکر! قومی اسمبلی پاکستان

محترمی!

ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں!

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا، نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں، اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ ان کے پیروکار، چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا

جائے" مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کرکے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں' جو مکہ المکرمہ کے مقدس شہر میں رابطہ العالم الاسلامی کے زیر انتظام ۶ اور ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ۱۴۰ مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی' متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت' اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے' جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنا چاہئے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار' انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے' مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے' تاکہ اس اعلان کو موثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

محرکین قرارداد

۱۔ مولانا مفتی محمود۔
۲۔ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری۔
۳۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی۔
۴۔ پروفیسر غفور احمد۔
۵۔ مولانا سید محمد علی رضوی۔
۶۔ مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)۔
۷۔ چودھری ظہور الٰہی۔
۸۔ سردار شیرباز خان مزاری۔
۹۔ مولانا محمد ظفر احمد انصاری۔
۱۰۔ جناب عبدالحمید جتوئی۔
۱۱۔ صاحبزادہ احمد رضا قصوری۔
۱۲۔ جناب محمود اعظم فاروقی۔
۱۳۔ مولانا صدر الشہید۔
۱۴۔ مولانا نعمت اللہ۔
۱۵۔ جناب عمرہ خان۔
۱۶۔ مخدوم نور محمد۔
۱۷۔ جناب غلام فاروق۔
۱۸۔ سردار مولا بخش سومرو۔
۱۹۔ سردار شوکت حیات خان۔
۲۰۔ حاجی علی احمد تالپور۔
۲۱۔ جناب راؤ خورشید علی خان۔
۲۲۔ جناب رئیس عطا محمد خان مری۔

بعد میں حسب ذیل ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کئے۔

۲۳۔ نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی۔
۲۴۔ جناب غلام حسن خان دھاندلا۔
۲۵۔ جناب کرم بخش اعوان۔
۲۶۔ صاحبزادہ محمد نذیر سلطان۔
۲۷۔ مہر غلام حیدر بھروانہ۔
۲۸۔ میاں محمد ابراہیم برق۔
۲۹۔ صاحبزادہ صفی اللہ۔
۳۰۔ صاحبزادہ نعمت اللہ خان شنواری۔
۳۱۔ ملک جہانگیر خان۔
۳۲۔ جناب عبدالسبحان خان۔
۳۳۔ جناب اکبر خان مہمند۔
۳۴۔ میجر جنرل جمالدار۔
۳۵۔ حاجی صالح محمد۔
۳۶۔ جناب عبدالمالک خان۔
۳۷۔ خواجہ جمال محمد کوریجہ۔

قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی نے اسمبلی میں پرائیویٹ بل پیش کیا۔ اس بل پر قومی اسمبلی کے ۲۸ معزز ممبران کے دستخط تھے۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے مسئلہ کی نزاکت اور اہمیت کو بھانپ لیا تھا۔ انہوں نے سانحہ ربوہ کے لئے قائم کردہ ٹریبونل کی رپورٹ اور حزب اختلاف کی قرارداد اور پرائیویٹ بل پر غور کرنے کے لئے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دیتے ہوئے اپنے وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ کو ہدایت کی کہ وہ اس سلسلہ میں سرکاری بل ایوان میں پیش کریں' اس طرح سرکاری بل بھی وزیر قانون نے ایوان میں پیش کیا۔ قومی اسمبلی کے اسپیکر صاحبزادہ فاروق علی خان کی زیر صدارت قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا خفیہ اجلاس شروع ہوا۔ جس میں حزب اختلاف کے پیش کردہ بل اور قرارداد اور حکومت کے پیش کردہ بل پر بحث شروع ہوئی۔ قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں نے محضرنامے پیش کئے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی زیر نگرانی مولانا محمد شریف جالندھری' مولانا محمد حیات' مولانا تاج محمود' مولانا عبدالرحیم' جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی' سینیٹر مولانا سمیع الحق نے "ملت اسلامیہ کا موقف" کے عنوان سے مسلمانوں کا نقطہ نظر تیار کیا۔ جسے قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود نے اسمبلی میں پڑھ کر سنایا۔ مولانا غلام غوث ہزاروی نے لاہوری مرزائیوں کے محضرنامہ کے جواب میں مسلمانوں کا موقف بہت اچھے انداز میں تحریری طور پر پیش کیا۔ پاکستان کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے حکومت کی نمائندگی کرتے ہوئے بہت اچھے انداز میں تمام فریقوں پر جرح کی اور اراکین اسمبلی کو صحیح فیصلہ کرنے میں مدد دینے کے لئے مسئلہ کو اجاگر کیا۔ قادیانی جماعت کے اس وقت کے سربراہ مرزا ناصر کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے طلب کیا اور ان کے محضرنامہ پر جرح کی گئی۔ ۵ تا ۱۰ اگست اور ۲۰ تا ۲۴ اگست کو کل گیارہ دن مرزا ناصر پر تفصیلی جرح کی گئی' جس میں اس نے اقرار کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا تھا اور قادیانی اس کو نبی مانتے ہیں اور اس کے نہ ماننے والے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ حتیٰ کہ یہ اراکین اسمبلی بھی قادیانی کو نبی نہ ماننے کی بنا پر مسلمان نہیں۔ دو دن لاہوری گروپ کے نمائندگان صدر الدین' عبدالمنان عمر اور مسعود بیگ پر جرح ہوئی۔ ۵،۶ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار صاحب نے بہت ہی مدلل اور واضح انداز میں مسئلہ کی تمام تفصیلی جزئیات کی وضاحت کے ساتھ بحث کو سمیٹا۔ خصوصی کمیٹی کی کارروائی کے دوران اسپیکر جناب صاحبزادہ فاروق علی خان نے ایوان کو بہت ہی اچھے انداز میں چلایا' جس سے اتنے اہم اور نازک مسئلہ پر بحث کے باوجود کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ آخر کار اسمبلی کے ممبران کے سامنے مسئلہ واضح ہو کر گیا اور تمام اراکین نے چاہے ان کا تعلق حزب اختلاف سے تھا یا حزب اقتدار سے' قادیانی [امت] کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت [پارٹی] مفادات یا ہدایات کو مد نظر نہیں رکھا بلکہ نبی اکرم ﷺ کی عظمت و عقیدت کے پیش نظر اسلام کو ترجیح دی اور حق کا ساتھ دیتے ہوئے قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود اور ان کے ساتھیوں کی پیش کردہ قرارداد اور مولانا شاہ احمد نورانی کے پیش کردہ پرائیویٹ بل اور حکومت کے پیش کردہ سرکاری بل پر رائے شماری میں حصہ لیتے ہوئے فیصلہ دیا کہ قادیانیوں کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیا جائے اور ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ۶ ستمبر کو کارروا[ئی کے بعد وزیر ا]عظم پاکستان نے محسوس کیا کہ رائے شماری میں فیصلہ قادیانیوں کے خلاف ہو گیا' اب صرف قائد ایوان اور وزیر اعظم کی حیثیت سے ان کی منظوری کا مرحلہ باقی ہے' انہوں نے قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود' محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری' ممتاز صحافی جناب شورش کاشمیری اور دیگر رہنماؤں سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کیں اور تفصیل سے ان حضرات کے نقطہ نگاہ اور پاکستان کے حالات کو سنا۔ جناب شورش کاشمیری نے بھٹو صاحب کے قدموں میں اپنی ٹوپی رکھ کر نبی اکرم ﷺ کی عظمت کا حوالہ دیا۔ ۶ اور ۷ ستمبر کی رات فیصلہ کن رات تھی۔ پاکستان کے تمام مسلمانوں کی نگاہیں قومی اسمبلی کے ۷ ستمبر کے اجلاس کی طرف مرکوز تھیں۔ قائدین اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے تیار کئے ہوئے بیٹھے تھے' افواہ یہ گرم تھی کہ بھٹو صاحب غیر ملکی دباؤ اور قادیانیت کی سازشوں کے خوف سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی جرات نہیں کر رہے۔ دوسری طرف پوری قوم تیار تھی کہ اگر مسئلہ حل نہ ہوا تو وہ خود اس مسئلہ کو حل کر دیں گے۔ آخر کار ۷ ستمبر کی صبح طلوع ہوئی۔ قومی اسمبلی کے اجلاس کا وقت ہوا اور قائد ایوان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے قرارداد کی منظوری کی ہدایت جاری ہوئی اور تمام اراکین اسمبلی نے مندرجہ ذیل آئینی ترمیم منظور کرکے مسلمانوں کی ۹۰ سالہ جدوجہد کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

آئین پاکستان میں ترمیم کے لئے ایک بل

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔

لہٰذا بذریعہ ہٰذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

ا۔ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

ا۔ یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔

۲۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں' جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا' دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کئے جائیں گے۔

۳۔ آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (۳) جو شخص حضرت محمد ﷺ' جو آخری نبی ہیں' کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے۔ وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض ووجوہ

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے' اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

OO

قرآن حکیم کی روشنی میں

جدید سائنسی تحقیقات ونظریات

تحریر۔ محترم پروفیسر حافظ محمد عبداللہ

قسط نمبر ۳

قرآن سائنسی کتاب نہیں بلکہ کتاب ہدایت ہے جو اپنی جگہ اٹل حقیقت ہے

کائنات کی تعمیر پیہم

جدید دور کے سائنس دانوں کا یہ خیال بھی ہے کہ ان اجرام فلکی میں توسیع ہو رہی ہے چنانچہ مشہور عالم سائنس دان آئن اسٹائن کے بقول تین کروڑ سال کے بعد اس کائنات کے فاصلے دگنے ہوجاتے ہیں اور اس خیال کی تائید قرآن پاک کے اس فرمان سے ہوتی ہے۔

والسماء بنینھا باید وانا لموسعون۔

"ہم نے ہی آسمان کو اپنے دست قوت سے بنایا ہے..... اور ہم ہی اسے وسیع کرنے والے ہیں۔"

ارض وسماء

آسمان و زمین کے بارے میں حکمائے قدیم کا یہ خیال تھا کہ۔

"شروع میں آسمان و زمین کا ہیولا گڈمڈ تھا پھر ایک دھماکے سے یہ پھٹا اور ایک ٹکڑا سیارہ بن کر خلا میں گھومنے لگا۔ اس تصویر کی تائید قرآن حکیم کے ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

او لم یر الذین کفروا ان السموت والارض کانتا رتقا ففتقنھما۔

"کیا وہ لوگ غور سے نہیں دیکھتے جنھوں نے انکار کیا ہے کہ آسمان و زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا کیا۔"

ماہرین ارضیات کی تحقیق یہ ہے کہ آغاز میں جب زمین سورج سے الگ ہوئی تو اس کا درجہ حرارت وہی تھا جو سورج کا ہے۔ بعد میں یہ اوپر سے ٹھنڈی ہو کر سکڑنے لگی اور سکڑتی چلی جارہی ہے۔ آج بھی اگر کسی زلزلے سے بطن زمین کا لاوا باہر آتا ہے تو اس کا درجہ حرارت وہی ہوتا ہے جو سورج کا ہے۔ نزول قرآن سے قبل زمین کے سکڑنے کا تصور مکہ مکرمہ میں تو کجا' دنیا کے کسی حصے میں موجود نہ تھا مگر قرآن پاک نے اعلان کیا کہ۔

افلا یرون انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا۔

"کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو اطراف سے سکیڑتے ہوئے لارہے ہیں۔"

زمین کے مخفی خزانے

نزول قرآن سے قبل کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ انسانی استعمال کی جس قدر چیزیں زمین کے اوپر موجود ہیں' اسی قدر بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ چیزوں کے خزانے اس کے اندر پوشیدہ ہے۔ ان خفیہ خزانوں سے متعلق سب سے پہلے قرآن حکیم نے خبر دی کہ۔

"کیا تم نے دیکھا نہیں کہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے' اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ تمہارے قابو میں کردیا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور مخفی نعمتیں پوری کردی ہیں۔"

چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ زمین کے اندر سے کیسے کیسے انمول خزانے آئے دن نکل رہے ہیں مثلاً کوئلہ کی کانیں' تانبا' سونے کی کانیں' ہیرے جواہرات کے خزانے اور تیل' گیس اور پیٹرول کے خزانوں کے دریا کے نکلنے کی مسلسل خبریں آرہی ہیں۔

قدیم کھنڈرات

دنیا کے قدیم کھنڈرات کے بارے میں سائنس نے نئی باتیں اور دلچسپ معلومات فراہم کی ہیں۔ ان میں مصر کے قدیم تاریخی اہرام ہیں جن کی تعمیر اب تک ایک معمہ ہے اور ان کا شمار دنیا کے عجائب میں سے ہوتا ہے۔ ان کی تعمیر میں استعمال ہونے والی بڑی چٹانیں ایسی ہیں کہ ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا بڑا دشوار کام ہے۔ ایک روسی مصنف کا اندازہ ہے کہ چالیس ہزار آدمی مل کر اس کو ان کی جگہ سے بمشکل کھسکا سکتے ہیں۔ اس کے بعد وہ سوال کرتا ہے کہ آخر کار ان جناتی چٹانوں کو کس نے کاٹا؟ کب اور کس مقصد کے لئے استعمال کی گئیں؟ ان کے متعلق روسی ماہر طبیعات نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ یہ بڑے بڑے پتھر ان لوگوں نے کاٹے ہیں جو کسی زمانے میں سیارہ مشتری سے زمین پر آئے تھے۔ کیونکہ سائنس دان مذکور کو ایک ایسی تصویر ملی تھی جو خلاباز کے لباس میں ملبوس شخص سے ملتی جلتی تھی۔ مگر قرآن مجید نے اس معمہ کو بطریق احسن حل کردیا ہے کہ۔

"اور ہم نے اس (حضرت سلیمان علیہ السلام) کے لئے تانبے کا چشمہ بہادیا اور جنات میں بعض وہ تھے جو اپنے رب کے حکم سے ان کے سامنے کام کرتے تھے اور (ہمارا فیصلہ تھا کہ) ان میں جو کوئی ہمارے (اس) حکم سے سرتابی کرے گا ہم اس کو (آخرت میں) جہنم کا عذاب دکھائیں گے وہ جنات ان کے لئے وہ وہ چیزیں بناتے تھے جو وہ چاہتے تھے مثلاً بڑی عمارتیں' مجسمے' حوضوں کی طرح بڑے لگن اور بڑی بڑی دیگیں جو ایک ہی جگہ جمی رہیں۔"

مادہ کا منبع وماخذ

سائنس نے دنیا کے سامنے یہ اصول پیش کرکے کہ "مادہ کا منبع و ماخذ ایک لطیف ترین قوت ہے جو نہ جسم رکھتی ہے

اور نہ نظر آسکتی ہے بلکہ اپنی صفات و اثرات سے جانی پہچانی جاتی ہے۔" ثابت کر دیا ہے کہ اس لطیف ترین توانائی کا خالق بھی اپنی ناقابل تصور انتہائی لطافت کی وجہ سے نہ ہماری طرح کا جسم رکھتا ہے اور نہ ہی نظر آسکتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم اس بات پر یوں دلالت کرتا ہے۔

"آنکھیں اسے نہیں دیکھ سکتی اور وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے اور وہ لطیف و باخبر ہے۔"

چنانچہ امریکی خلاباز جان گلین لکھتا ہے کہ۔

"سائنسی اصطلاحات و پیمانوں میں خدا کی پیمائش ناممکن ہے۔ مذہبی اور ایمانی قوتوں کو نہ دیکھا جاسکتا ہے' نہ سونگھا اور چھوا جاسکتا ہے۔ یہ ایک ناقابل فہم اور غیر محسوس شے ہے۔ اسی طرح ہمارے جہاز کے قطب نما کو جو قوت متحرک رکھتی ہے وہ بھی ہمارے تمام حواس خمسہ کے لئے کھلا چیلنج ہے کیونکہ اسے نہ ہم دیکھ سکتے ہیں اور نہ سن' چھو اور سونگھ سکتے ہیں حالانکہ نتائج کا ظہور اس پر واضح دلالت کرتا ہے کہ یہاں کوئی پوشیدہ قوت موجود ہے۔"

غرض سائنس نے ان صفات خداوندی کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کردیا جو قرآن حکیم چودہ سو برس پہلے بیان کرچکا ہے۔ ارشاد ہے۔

"وہی ایک اللہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں بھی ہے وہ تمہارے پوشیدہ اور ظاہری حال کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے رہتے ہو اسے بھی جانتا ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ ماہر حیوانات و حشرات ایڈورڈ لوتھر۔سل لکھتا ہے کہ۔

"اگر کھلے دماغ کے ساتھ سائنس کا مطالعہ کیا جائے تو انسان کے لئے خدا پر ایمان لانے کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا۔"

دنیا کے نامور ماہر طبیعات لارڈ کیلون بھی اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ۔

"آپ جتنا غور و فکر سے کام لیں گے اتنا ہی سائنس آپ کو خدا کے ماننے پر مجبور کرے گی۔"

ماہر ارضیاتی کیمیا' وائن بو آلٹ کہتا ہے کہ۔

"اس کائنات کا ایک مقصد و مدعا ہے اور اس کی تخلیق میں حکمت و دانائی ملحوظ رکھی گئی ہے۔ اس کی ترتیب بھی اتفاق کی رہین منت نہیں ہو سکتی۔ اس کارخانہ عالم میں جو عظیم الشان ربط نظر آرہا ہے وہ اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ اس کا خالق ایک مدبر ذات ہے اور اس نے اسے اتفاق کی لہروں کے سپرد نہیں کیا۔"

گویا صحیفہ کائنات کے عمیق مطالعہ کی بناء پر سائنس کے تجربات و انکشافات قرآن حکیم کے ان فرمودات کا اعتراف کررہے ہیں کہ۔

"اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔"

"آسمانوں اور زمین کی ہر ذی روح چیز اسی کے لئے خوشی یا مجبوری سے مطیع ہوگئی ہے۔"

پروٹوپلازم

جدید سائنسی تحقیقات اور Biology کی ترقی کی بدولت اس بات کا پتہ لگایا جاچکا ہے کہ تمام حیوانات و نباتات کی تشکیل یکساں قسم کے مادہ سے ہوئی ہے اور خوردبینی مشاہدہ سے پتہ چلا ہے کہ حیوانات و نباتات کے اجسام نہایت درجہ ننھے ننھے خلیوں (خانوں) پر مشتمل ہیں۔ ان خلیوں میں ایک لیس دار' چپ چپا اور متحرک مادہ بھرا رہتا ہے جس کو پروٹوپلازم کا نام دیا گیا ہے۔ کیمیائی تجزیہ سے پتہ چلا ہے کہ اس مادہ کا اکثر و بیشتر حصہ پانی پر مشتمل ہے۔ اس تحقیق سے قرآن حکیم کے حیرت انگیز اعجاز کا حال اس بیان سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ۔

"ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندہ کیا۔"

کریسی موریسن کہتے ہیں کہ۔

"روح انسانی ہی انسان کے انجام کی مالک ہے اور روح اپنے وجود کے مصدر اعلیٰ سے تعلق کا شعور رکھتی ہے۔ روح نے انسان کو قانون اخلاق عطا کیا۔ روح نے اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے قائم کیا۔ یہی مقصود الٰہی ہے اور یہی انسان کے اس پوشیدہ اشتیاق کی توجیہہ ہے کہ انسان اپنے نفس سے اعلیٰ اشیاء سے متصل ہونا چاہتا ہے اور یہی مذہب کا بھی محرک ہے بلکہ روح ہی عین مذہب ہے۔"

اسلامی نظریہ حیات بھی یہی بتاتا ہے کہ دنیاوی زندگی اس کے لئے امتحان ہے جس کے ذریعے اس کے اعمال کا حساب ہوگا اور یہی اعمال اس کا انجام متعین کریں گے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

"اللہ وہ ذات ہے جس نے موت و حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ تمہیں آزما سکے کہ تم میں سے کون اچھے عمل والا ہے۔"

فنائے کائنات اور قیام قیامت

فنائے کائنات کے بارے میں سائنس دانوں اور ہیئت دانوں کے مختلف نظریات ہیں ان سب کو یہاں احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے' تاہم چند ایک کو ذکر کئے دیتے ہیں۔

ایک نظریہ یہ ہے کہ۔

"زمین کی اندرونی قوتیں بروئے کار آنے سے قشر قرض پھٹ جائے گا اور سارا کرۂ ارض بے شمار شہابیوں میں بٹ جائے گا لیکن اس سے قبل آفتاب یکایک اپنی دوزخ بداماں آگ کے ساتھ پھٹ کر خاموش ہوجائے گا کیونکہ ایٹم سے متعلق تحقیقات شاہد ہیں کہ سورج کے سرمایہ ہائیڈروجن گیس کے ذرات اس کے قلب میں سخت حرارت اور بے پناہ دباؤ سے ہیلیم گیس میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ جیسے جیسے ہائیڈروجن کی مقدار گھٹ رہی ہے ویسے ویسے سورج کی شعلہ فشانی بڑھتی جارہی ہے۔ جس وقت ہائیڈروجن کی مقدار آدھی رہ جائے گی تو اس کی تپش اور چمک میں کئی سو گنا اضافہ ہوجائے گا۔ اس بلاخیز گرمی کے زیر اثر تمام آبی ذرائع خشک ہوجائیں گے۔ زمین پر آثار زندگی ناپید ہوجائیں گے اور یہ کرۂ خاکی جل بھن کر فضا کی وسعتوں میں منتشر ہوجائے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس جان کنی کے عالم میں سورج یکبارگی پھٹ پڑے۔ اس کی سطح سے گیس کے شعلے پھوٹ پڑیں اور اس کے ٹھیک چند منٹ بعد ہماری زمین اس دہکتی ہوئی بھٹی کا ایندھن بن کر شعلہ جوالہ بن جائے اور خلائی وسعتوں میں گرد و غبار کے ایک بادل کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہے۔"

ایک اور نظریہ کے مطابق سورج کی روشنی کا ذخیرہ محدود ہے۔ یہ آگ کا ایسا گولہ ہے جسے باہر سے ایندھن سپلائی نہیں ہوتا۔ H.Shapley کے اندازے کے مطابق۔

"سورج شعاع افگنی کے ذریعہ ہر منٹ میں پچیس کروڑ ٹن کے لگ بھگ اپنا وزن کھو رہا ہے۔"

جارج گیمو کے مطابق۔

"سورج اپنے آخری لمحات میں چاند کو اتنی قلیل روشنی دے گا کہ وہ بمشکل نظر آسکے گا۔ سورج کے آخری بار سکڑنے اور موت سے ہم آغوش ہونے سے بہت پہلے ہی اس کی شدید گرمی کے باعث نسل انسانی جل کر راکھ ہوچکی ہوگی۔"

قرآن حکیم نے اس تصور کو یوں پیش کیا ہے۔

"جس وقت سورج لپیٹا جائے گا' ستارے گدلے پڑ جائیں گے' پہاڑ چلادیئے جائیں گے' دس مہینے کی حاملہ اونٹنی عدم توجہی کا شکار ہوجائے گی' وحشی جانور (انسانوں کے ساتھ) اکٹھے کئے جاویں گے' دریا جھونک دیئے جائیں گے' مختلف جانوں کو اکٹھا کیا جائے گا' زندہ درگور کی گئی (بچی) سے پوچھا جائے گا کہ تجھے کس گناہ کی پاداش میں مارا گیا' اعمال نامے کھول دیئے جائیں گے' آسمان کی کھال اتار دی جائے گی' دوزخ دہکائی جائے گی اور بہشت کو قریب لایا جائے گا' (اس دن) ہر شخص جان لے گا جو اس نے (اعمال) پیش کئے ہوں گے۔"

دوسرے مقام پر یوں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"کھڑکھڑانے والی' کیا ہے کھڑکھڑانے والی؟ آپ کو کیا معلوم کہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے؟ اس دن تمام انسان بکھرے ہوئے ہوں گے پتنگوں کی طرح ہوں گے اور سب پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی مانند ہوں گے۔"

برطانوی ماہر طبیعات و فلکیات اور مشہور سائنس دان Sir James Jeams کہتا ہے کہ۔

"علم حرکیات حرارت نے واضح کردیا ہے کہ فطرت اپنی آخری حالت پر پہنچنے سے پہلے ایک ایسے عمل سے گزرتی ہے جسے "اضافہ ناکارگی" کہتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ ناکارگی برابر بڑھتی رہے کیونکہ وہ کسی نقطہ پر خاموش ہو کر نہیں رک سکتی۔ اسے برابر بڑھتے رہنا چاہئے تاآنکہ وہ مرحلہ آجائے جب مزید اضافہ کا امکان ہی نہ رہے۔ جب یہ منزل آجائے گی تو مزید ارتقاء ناممکن ہوگا اور کائنات مردہ ہو کر رہ جائے گی کیونکہ علم حرکیات حرارت کسی قیام و سکون کی اجازت نہیں دیتا سوائے قبر کے قیام و سکون کے۔"

اسی لئے قیامت اب شاعری نہیں رہی بلکہ ایک سائنسی حقیقت بن چکی ہے۔ جس کی قرآن حکیم نے ان الفاظ میں خبر دی ہے۔

"قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے۔"

(جاری)

قسط نمبر ۱

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مجازی نبوت کا تار عنکبوت

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی جماعت کا لاہوری فرقہ اس بات سے تو انکار نہیں کرتا اور نہ کرسکتا ہے) کہ موصوف نے اپنی تصنیفات' اشتہارات اور اخبارات میں سیکڑوں جگہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے' لیکن ان کا کہنا ہے کہ موصوف کو دعویٰ حقیقی نبوت کا نہیں' بلکہ مجازی نبوت کا تھا' اور یہ ان کے خیال میں کفر نہیں بلکہ "تجدید اسلام" ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت اور اس کے لوازم پر غور کرکے یہ دیکھنا ہوگا کہ ان کا دعویٰ کس نوعیت کا ہے۔

نبوت اور اس کے لوازم

اسلام کا مسلمہ اور قطعی عقیدہ ہے کہ سلسلہ نبوت سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ ان تمام حضرات انبیاء میں جو چیزیں مشترک نظر آتی ہیں اور جو انہیں دیگر انسانوں سے ممیز کرتی ہے وہ یہ ہیں۔ بعثت' دعویٰ رسالت و نبوت' وحی نبوت' معجزات' دعوت اور ان کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے درمیان تفریق۔ پس جو شخص یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول اور نبی کی حیثیت سے مبعوث کیا گیا ہے' اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے قطعی وحی نازل ہوتی ہے' وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسانوں کو ایمان لانے کی دعوت پر مامور ہے' اس کی تائید کے لئے اللہ کی جانب سے اسے معجزات عطا کئے گئے ہیں' اور اس پر ایمان لانا مدار نجات ہے' وہ بلا شک و شبہ نبوت و رسالت کا مدعی سمجھا جائے گا۔ رہا یہ سوال کہ جو شخص نبوت و رسالت کا مدعی ہے وہ کوئی نئی شریعت لے کر آیا ہے یا سابقہ شریعت ہی کا پابند ہے؟ اسے یہ منصب بلاواسطہ حق تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوا ہے یا کسی نبی کی اتباع اور پیروی کے نتیجے میں یہ دولت ملی ہے؟ وہ اپنے آپ کو مستقل قرار دیتا ہے یا کسی گزشتہ نبی کی امت میں شمار کرتا ہے؟ یہ چیزیں نہ تو نبوت و رسالت کی ماہیت میں داخل ہیں' نہ اس کے لوازم میں شامل ہیں' اور نہ ان تاویلات کے ذریعہ کوئی شخص ادعائے نبوت کے جرم سے بری ہوسکتا ہے۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد اب مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو خود انہی کے الفاظ میں پڑھیے۔

بعثت: مرزا صاحب کی سیکڑوں نہیں ہزاروں تحریریں بتاتی ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول' مرسل اور نبی کی حیثیت سے مبعوث کیا گیا ہے۔ چند عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ "خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا' تاکہ اس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے۔ خدا کی باتیں پوری ہوکر رہتی ہیں کوئی ان کو بدل نہیں سکتا۔"

(مرزا صاحب کی وحی مندرجہ حقیقۃ الوحی ص ۷۱)

۲۔ "اور تجھے انہوں نے ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے' وہ ہنسی کی راہ سے کہتے ہیں کیا یہی ہے جس کو خدا نے مبعوث فرمایا؟"

۳۔ "ان کو کہہ کہ میں تو ایک انسان ہوں' میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔ (ایضاً" ص ۸۱)

۴۔ "ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔" (ایضاً" ص ۸۲)

۵۔ "اور کہیں گے کہ یہ خدا کا فرستادہ نہیں۔ کہہ میری سچائی پر خدا گواہی دے رہا ہے اور وہ لوگ گواہی دیتے ہیں جو کتاب اللہ کا علم رکھتے ہیں۔" (ایضاً" ص ۹۰)

۶۔ "اور کہیں گے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے' اسے معترض کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک بات پر قادر ہے' جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے' یعنی منصب نبوت اس کو بخشتا ہے۔" (ایضاً" ص ۹۵)

۷۔ "ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے' اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔" (ایضاً" ص ۱۰۱)

۸۔ "اے سردار! تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر' اس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔"

(ایضاً" ص ۱۰۷)

یہ آٹھ حوالے جو ایک ہی کتاب سے نقل کئے گئے ہیں ان میں دو باتیں خاص طور پر قابل لحاظ ہیں۔ اول یہ کہ یہ قرآن مجید کی آیات ہیں جن کو مرزا صاحب نے اپنی وحی کا قالب عطا کیا ہے۔ دوم یہ کہ تمام آیات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت و نبوت سے متعلق ہیں' جنہیں مرزا صاحب کے بقول خدا تعالیٰ نے ان کے حق میں نازل فرمایا' گویا ٹھیک انہی الفاظ میں مرزا صاحب کو منصب نبوت عطا کیا گیا ہے' جو الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے لئے قرآن مجید میں آتے ہیں۔ وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل نقشہ میں ان آیات پر دوبارہ نظر ڈالئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله۔ (سورہ جمعہ آیت ۹)

ان یتخذونک الا هزوا اهذا الذی بعث الله رسولا۔ (الفرقان آیت ۴۱)

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰهکم اله واحد۔ (سورہ کہف آیت ۱۱۰)

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔ (الانبیاء آیت ۱۰۷)

و یقول الذین کفروا لست مرسلا قل کفیٰ بالله شهیدا بینی و بینکم و من عنده علم الکتاب۔ (الرعد آیت ۴۳)

ان هذا الا اختلاق۔ (ص آیت ۷)

الم تعلم ان الله علیٰ کل شیء قدیر۔ (البقرہ آیت ۱۰۶)

یلقی الروح من امره علیٰ من یشاء من عباده۔ (المومن آیت ۱۵)

انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ (المزمل آیت ۱۵)

یٰس والقرآن الحکیم' انک لمن المرسلین' علیٰ صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم۔ (یٰس آیت ۱-۵)

جناب غلام احمد صاحب

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله۔ (حقیقۃ الوحی ص ۷۱)

وان یتخذونک الا هزوا اهذا الذی بعث الله۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۱)

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰهکم اله واحد۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۱-۸۲)

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔ (ص ۸۲)

و قالوا لست مرسلا' قل کفیٰ بالله شهیدا بینی و بینکم و من عنده علم الکتاب۔ (ص ۹۰)

و قالوا ان هذا الا اختلاق' الم تعلم ان الله علیٰ کل شیء قدیر' یلقی الروح علیٰ من یشاء من عباده۔ (ص ۹۵)

انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ (ص ۱۰۱)

یٰس' انک لمن المرسلین' علیٰ صراط مستقیم' تنزیل العزیز الرحیم۔ (ص ۱۰۷)

(ان آیات کا ترجمہ علی الترتیب مرزا صاحب کے قلم سے اوپر نقل کرچکا ہوں)

اس نقشہ کے مطالعہ سے واضح ہوجاتا ہے کہ مرزا صاحب کی وحی انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوی منصب عطا کرتی ہے' قادیانی امت میں اگر فہم و انصاف کی

کوئی رمق باقی ہے تو انہیں یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ وحی الٰہی کی رو سے مرزا صاحب اور آنحضرت ﷺ کا منصب نبوت پوری طرح یکسانیت رکھتا ہے۔ اگر نبی ہیں تو دونوں حقیقی تشریعی نبی ہیں اور نہیں' تو دونوں نہیں..... والعیاذ باللہ..... انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ بحث اسی نقطہ پر ختم ہو جاتی کہ اگر قادیانی امت واقعۃً "مرزا صاحب کی "وحی" پر ایمان رکھتی ہے تو انہیں دو راستوں میں سے ایک راستہ اختیار کرنا چاہئے' یا مرزا صاحب کا دعویٰ حقیقی نبوت کا ہے' یا آنحضرت ﷺ کا حقیقی نبی ہونا بھی مشکوک ہے۔

میں مرزا صاحب کی وحی کے چند حوالے مزید نقل کرکے فیصلہ عقلاء کی عدالت پر چھوڑتا ہوں۔

۹۔ "میرے قرب میں رسول دشمن سے نہیں ڈرتے۔" (حقیقۃ الوحی ص ۷۲ ترجمہ از عربی)

۱۰۔ "خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔" (ایضاً" ص ۷۲)

۱۱۔ "یہ وہ بشارت ہے جو نبیوں کو ملتی ہے۔" (ایضاً" ص ۷۳)

۱۲۔ "تو خدا کی طرف سے کھلی کھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔" (ص ۷۳)

۱۳۔ "تو میری درگاہ میں وجیہ ہے' میں نے تجھے اپنے لئے چنا۔" (ص ۷۵)

۱۴۔ "یہ رسول خدا ہے تمام نبیوں کے پیرایہ میں۔ یعنی ہر ایک نبی کی ایک خاص صفت اس میں موجود ہے۔" (ص ۷۹)

۱۵۔ "سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔" (ص ۶۲)

۱۶۔ "آہ کیا مشکل کام ہے' ہم نے ایک قربانی دینا ہے' جب تک ہم وہ قربانی ادا نہ کریں کسر صلیب نہیں ہو گا' ایسی قربانی کو جب تک کسی نبی نے ادا نہیں کیا اس کی فتح نہیں ہوئی۔" (ص ۳۱۱)

۱۷۔ "غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔" (ص ۳۹۱)

۱۸۔ "جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت رسول آئے ہیں' جیسا کہ زمانہ کے گزشتہ واقعات سے ثابت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونے والا ہے۔ جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی' خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو' اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے' پس وہی رسول مسیح موعود (مرزا) ہے۔" (تتمہ ص ۶۳)

۱۹۔ "اور ظاہر ہے کہ یہ امور بھی یورپ میں کمال تک پہنچ گئے ہیں جو بالطبع عذاب کے مقتضی ہیں اور عذاب رسول کے وجود کا مقتضی ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔" (تتمہ ص ۶۵)

۲۰۔ "اسی طرح قرآن شریف میں بھی یہ پیشگوئی ہے۔ وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیداً۔ یعنی کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں گے یا اس پر شدید عذاب نازل نہ کریں گے۔ یعنی آخری زمانہ میں ایک سخت عذاب نازل ہو گا اور دوسری طرف فرمایا۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا" پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔" (تتمہ ص ۶۵)

۲۱۔ "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔" (تتمہ ص ۶۸)

یہ چند حوالے مرزا صاحب کی صرف ایک کتاب (حقیقۃ الوحی) سے لئے گئے ہیں' مرزا صاحب ان صریح اعلانات اور حلفیہ بیانات میں بحیثیت رسول کے اپنا مبعوث ہونا بیان فرما رہے ہیں۔ اگر ان کی وفادار امت کو آج ان کے حلفی بیان پر بھی اعتماد نہیں تو خیر تاہم عقلاء ان سے یہ تو دریافت کر سکتے ہیں کہ کسی رسول کو اپنی بعثت کا اعلان کرنے کے لئے کیا الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔

وحی نبوت

رسالت و نبوت اور وحی لازم و ملزوم ہیں۔ جب کوئی رسول دنیا میں مبعوث ہوتا ہے تو اسے حق جل شانہ سے براہ راست ہدایات ملتی ہیں اور وحی الٰہی ہر معاملہ میں اس کی راہنمائی کرتی ہے' اس لئے عقلاً و نقلاً" یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ اگر کوئی شخص وحی نبوت کا مدعی ہے تو دراصل وہ رسالت و نبوت کا دعویٰ رکھتا ہے۔ آیئے دیکھیں کہ مرزا صاحب وحی نبوت کے مدعی ہیں یا نہیں۔

۱۔ "خدا نے میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے۔ الخ۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸)

۲۔ "خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی (گویا قرآن کی طرح براہین احمدیہ بھی خدا کی کتاب ہے)۔" (ص ۱۴۹)

۳۔ "لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے۔" (ص ۱۴۹)

۴۔ "اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔" (ص ۱۴۹، ۱۵۰)

۵۔ "میں خدا تعالیٰ کی تیئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں' میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔" (ص ۱۵۰)

۶۔ "میں کیا کروں کس طرح خدا کے حکم کو چھوڑ سکتا ہوں' اور کس طرح اس روشنی سے جو مجھے دی گئی تاریکی میں آسکتا ہوں۔" (ص ۱۵۰)

۷۔ "میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں۔" (ص ۱۵۰)

۸۔ "اور کہیں گے کہ یہ وحی نہیں ہے یہ کلمات تو اپنی طرف سے بنائے ہیں ان کو کہہ وہ خدا ہے جس نے یہ کلمات نازل کئے' پھر ان کو لہو و لعب کے خیالات میں چھوڑ دے ان کو کہہ اگر یہ کلمات میرا افتراء ہے اور خدا کا کلام نہیں تو پھر میں سخت سزا کے لائق ہوں۔" (ترجمہ عربی الہام ص ۷۰)

۹۔ "تیرا رب فرماتا ہے کہ ایک ایسا امر آسمان سے نازل ہو گا جس سے تو خوش ہو جائے گا۔" (ترجمہ عربی الہام ص ۷۴)

۱۰۔ "اور جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیرے پر وحی نازل کی گئی ہے وہ ان لوگوں کو سنا جو تیری جماعت میں داخل ہوں گے۔" (ترجمہ عربی الہام ص ۷۴)

۱۱۔ "کہہ خدا نے یہ کلام اتارا ہے' پھر ان کو لہو لعب کے خیالات میں چھوڑ دے۔" (ترجمہ عربی الہام ص ۷۹)

۱۲۔ "اور کہیں گے کہ یہ وحی کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوئی جو دو شہروں میں سے کسی ایک شہر کا باشندہ ہے۔" (ص ۸۲)

۱۳۔ "قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔" (الہام ص ۸۴)

۱۴۔ "ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور وہ عین ضرورت کے وقت اتارا ہے اور ضرورت کے وقت اترا ہے۔" (ترجمہ عربی الہام ص ۸۸)

۱۵۔ "تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے' تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں۔" (ترجمہ الہام عربی و فارسی ص ۱۰۲)

۱۶۔ "میرے پاس آئیل آیا (اس جگہ آئیل خدا نے جبرئیل کا نام رکھا ہے اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ حاشیہ) اور اس نے مجھے چن لیا' اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا' پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔" (ترجمہ عربی الہام ص ۱۰۳)

۱۷۔ "اور کہیں گے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے' ان کو کہہ کہ اگر یہ کاروبار بجز خدا کے کسی اور کا ہوتا تو اس میں بہت اختلاف تم دیکھتے۔" (ص ۱۰۵ ترجمہ عربی الہام)

۱۸۔ "کہہ اگر میں نے افتراء کیا ہے تو میری گردن پر میرا گناہ ہے۔" (ص ۸۳ ترجمہ عربی الہام)

۱۹۔ "جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔" (ص ۳۹۱)

۲۰۔ "اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ

تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگی۔" (ص ۳۹۱)

یہ تمام اقتباسات بھی موصوف کی صرف اسی کتاب حقیقۃ الوحی سے لئے گئے ہیں۔ ان پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے اندازہ ہوگا کہ مرزا صاحب جس وحی نبوت کے مدعی ہیں وہ ان کے نزدیک خدا کا کلام ہے' ہر شک و شبہ سے پاک ہے' اس پر وہ اپنے عقائد کی بنیاد استوار کرتے ہیں' قدیم عقائد کو اس کی وجہ سے تبدیل فرماتے ہیں' اس پر ایمان لاتے ہیں' خود کو اس کی پیروی کرنے والا بتاتے ہیں' اس کی پیروی کو موجب نجات سمجھتے ہیں۔ اپنی امت کے سامنے اس کی تلاوت پر مامور ہیں۔ اس کی فصاحت و بلاغت کے اعجاز کا اعلان کرتے ہیں' اس کی جانب افتراء کی نسبت کا بحکم خداوندی جواب دیتے ہیں' اور صاف صاف تصریح کرتے ہیں کہ اگرچہ اسلامی تاریخ کی تیرہ صدیوں میں لاکھوں صحابہ' اولیاء' اقطاب' ابدال' ملہم اور محدث ہو گزرے ہیں مگر وحی نبوت کی یہ نعمت صرف انہی کے حصہ میں آئی ہے' اور کہ قرآن کے تیس جزو ہیں اور ان کی وحی کے کم از کم بیس جزو ہوں گے (اس تحریر کے بعد مرزا صاحب ایک سال اور زندہ رہے اور بقول ان کے بارش کی طرح وحی الٰہی ان پر نازل ہو رہی تھی۔ قیاس کہتا ہے کہ بقیہ دس جزو کی تکمیل بھی انہوں نے یقیناً کرلی ہوگی)۔

اگر لاہوری فرقہ ان تصریحات کے بعد بھی ایک طرف مرزا صاحب کو "مامور من اللہ" مانتا ہے اور دوسری طرف ان کی "وحی نبوت" پر ایمان لانے سے گریز کرتا ہے تو کم از کم عقلاء ان سے یہ تو دریافت کریں کہ "وحی نبوت" کے اوصاف و امتیازات کا کیا معیار ان کے ذہن میں ہے؟ جو وحی قطعی و یقینی ہے' ہر شک و شبہ سے پاک ہو' صاحب وحی اس پر ایمان و عقائد کی بنیادیں استوار کرتا ہو' اس کی پیروی اور تلاوت و دعوت پر مامور ہو' اس کے اعجاز کا چیلنج کرتا ہو۔ اگر وہ وحی' وحی نبوت نہیں تو وحی نبوت کی وہ نرالی تعریف آخر کیا ہے جو مرزا جی کی "وحی" پر صادق نہیں آتی؟ لیجئے ہم اس سے بھی مختصر راستہ اختیار کرتے ہیں اور خود مرزا صاحب ہی سے شہادت دلا دیتے ہیں کہ ان کی تمام تر بحث "وحی نبوت" میں ہے۔

مرزا صاحب نے بیسیوں جگہ آیت ولو تقول۔ الخ اپنی صداقت میں پیش فرمائی۔ جس کا مطلب' بقول ان کے' یہ تھا کہ ۲۳ سالہ مدت صادق و کذاب کے درمیان حد فاصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ گویا صدق و کذب کا معیار یہ ہے کہ اگر مدعی وحی و الہام ۲۳ سال تک زندہ رہتا ہے تو صادق' ورنہ کذاب۔ مرزا صاحب کا یہ خود ساختہ معیار عقلاً و نقلاً بالبداہت غلط تھا اور اہل علم کی جانب سے اس معیار پر مختلف اعتراضات کئے جاتے تھے' ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔ اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا روشن دین جالندھری نے دعویٰ کیا یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے یہ ایک دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے' بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے اور تیئیس برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہئے اور وہ الہام پیش کرنا چاہئے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے' جس کی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کرکے یہ کہا جائے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ہمارے اوپر نازل ہوا ہے۔ غرض پہلے تو یہ ثبوت دینا چاہئے کہ کون سا کلام الٰہی اس شخص نے پیش کیا ہے' جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے' پھر بعد اس کے یہ ثبوت دینا چاہئے کہ جو تیئیس برس تک کلام الٰہی اس پر نازل ہوتا رہا ہے وہ کیا ہے..... جب تک ایسا ثبوت نہ ہو تب تک بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا اور آیت ولو تقول کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑانا ان شریر لوگوں کا کام ہے' جن کو خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں اور صرف زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں اور باطن میں اسلام سے بھی منکر ہیں۔" (ضمیمہ اربعین نمبر ۳ و ۴ ص ۱۱)

اس اقتباس سے فیصلہ ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب کی تمام تر بحث وحی نبوت میں ہے' اور انہوں نے اپنے اوپر نازل شدہ وحی کے حوالے سے واشگاف "دعویٰ کیا ہے کہ وہ خدا کے رسول ہیں' ان کی امت کے لاہوری فرقہ کو یہ عبارت اصل کتاب سے نکال کر بغور و تدبر بار بار پڑھنی چاہئے' اس کے بعد بھی ان کو مرزا صاحب کے دعویٰ رسالت اور وحی نبوت سے انکار ہو تو انہیں بیٹھے پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ دینا چاہئے کہ مرزا صاحب کا آخری خط کشیدہ فتویٰ ان پر تو عائد نہیں ہوتا؟ ●●

اخبارِ ختمِ نبوت

ختم نبوت کانفرنس وارہ کی چند جھلکیاں

○... کانفرنس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

○... ضلع بھر سے' دور دراز سے لوگ بسوں' ویگنوں اور کاروں میں بیٹھ کر آئے۔

○... حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب کے خطاب کو علماء کرام نے بے حد پسند کیا۔

○... حضرت لدھیانوی صاحب کے خطاب سے پہلے' انہیں خطاب کرنے کی دعوت دینے کے لئے ڈاکٹر خالد محمود سومرو خود اسٹیج پر تشریف لائے۔

○... جلسہ کے اسٹیج سیکریٹری مولوی محمد صدیق صاحب تھے۔

○... مولانا اللہ وسایا صاحب کا خطاب خاصا پر جوش تھا۔

○... جلسہ گاہ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ جگہ قلیل تھی۔ اس لئے کافی لوگ کھڑے کھڑے تقاریر سن رہے تھے۔

○... ایسا کامیاب جلسہ وارہ شہر میں پہلی مرتبہ ہوا ہے۔

○... اس موقع پر "مرزا طاہر کو مباہلہ کا چیلنج" نامی اشتہار بھی تقسیم کیا گیا۔

وارہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

۲ ستمبر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام وارہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مقررین میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' مرکزی مبلغ مولانا اللہ وسایا صاحب' مولانا احمد میاں حمادی صاحب' مولانا عطاء اللہ صاحب' مولانا میر حسن الحسنی صاحب' مولانا عبدالرزاق میکھو صاحب' جناب عابد لاکھو صاحب' جناب گل انقلابی صاحب اور دیگر حضرات شامل تھے۔ واضح رہے کہ وارہ کی اس عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے محرک مشہور شخصیت ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب تھے۔

کانفرنس کا آغاز قاری محمد عالم صاحب کی تلاوت سے ہوا۔

کانفرنس میں حضرت علامہ محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نے اپنے عالمانہ خطاب میں مرزا قادیانی کی دجل و تلبیس کا خوب پردہ چاک کیا۔ اپنے خطاب میں کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانی سرگرمیوں کے سدباب کی جدوجہد میں شریک ہونا ہر مسلمان کے لئے لازم ہے۔ جو علماء دین ختم نبوت کا کام کرتے ہیں وہ قابل صد مبارک باد ہیں۔ نوجوان نسل کے ایمان کی حفاظت کی ذمہ داری علماء کرام پر عائد ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مساجد کے ائمہ' مدارس کے علماء اور اہل دین مل کر نئی نسل کو قادیانیت کی گمراہی سے بچانے کی کوشش کریں۔ جو لوگ ختم نبوت کا کام کرتے ہیں وہ بڑے خوش نصیب ہیں اور حضرت صاحب نے علماء کرام پر زور دیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ ضلع لاڑکانہ میں ختم نبوت کے یونٹ قائم کریں۔

مرکزی مبلغ مولانا اللہ وسایا صاحب نے اپنے پرجوش خطاب میں قادیانیت کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے قادیانیوں کو للکارا کہ قادیانیو! آقائے نامدار ﷺ کی گستاخی سے باز آجاؤ' ورنہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تمہارا تعاقب کرکے صفحہ ہستی سے مٹا دے گی۔ انہوں نے موجودہ حکومت کی قادیانیت نوازی اور نرم پالیسی پر تنقید بھی کی۔

مولانا احمد میاں حمادی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب کیا جارہا ہے۔ عالمی

ی تحفظ ختم نبوت کے کام کی برکت سے قادیانی پوری دنیا میں ذلیل اور رسوا ہو رہے ہیں اور انہوں نے مسلمانوں سے کہا کہ جتنا بھی ہوسکے قادیانی مرتدوں کا احتساب کیا کریں۔

مولانا عزیز الرحمٰن نے کہا کہ مسلمانوں کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ خدا اپنی خدائی میں وحدہ لا شریک ہے اور رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی رسول نہیں۔ لیکن سامراجی شارے پر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔

مولانا عبدالرزاق میکھو نے کہا کہ قادیانی عالم اسلام اور پاکستان کے بدترین دشمن' اور استعماری طاقتوں کے ایجنٹ ہیں۔ تمام مسلمانوں کو ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھنی چاہئے۔

شبان ختم نبوت کے نائب امیر مولانا عبدالحکیم اور دو کارکنوں کو جمعہ کی شب ظالموں نے اندھادھند فائرنگ سے شہید کردیا

شبان ختم نبوت کی پریس ریلیز کے مطابق نائب امیر اور سالار ختم نبوت قاری عبدالحکیم اور دو کارکنوں محمد عیسیٰ اور لاکھانی کو جمعہ کی شب ظالم درندوں نے شہید کردیا۔ یہ بات شبان ختم نبوت کے غیر معمولی اجلاس کے بعد ایک پریس ریلیز میں بتائی گئی۔ مرکزی رہنماؤں نے شدید احتجاج اور غم و غصہ کے عالم میں کہا کہ مولانا عبدالحکیم صاحب کو عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالتؐ کے تحفظ کی پاداش میں شہید کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ شہید کے قاتلوں کو جلد گرفتار کیا جائے۔ جماعت کے مرکزی امیر اول مولانا مفتی منیر احمد اخون نے کہا کہ ہم نے کبھی بھی قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش نہیں کی لیکن اس کے باوجود ہمارے علماء اور کارکنوں کو شہید کیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ علماء اور کارکنوں کا قتل عام ہمیں تحفظ ختم نبوت کے مشن سے نہیں ہٹا سکتا۔ مفتی صاحب نے علماء پر قاتلانہ حملوں کی شدید مذمت کی اور کہا کہ جید علماء پر قاتلانہ حملے اور مولانا کا قتل حکومت کی اسی سازش کا حصہ ہے جس میں وہ پاکستان سے اسلام اور علماء کو صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتی ہے۔

پیر طریقت حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کے انتقال پر مجلس تحفظ ختم نبوت اور سپاہ صحابہؓ لورالائی کا اظہار تعزیت

مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا ممتاز اور دیگر علماء حضرت مولانا آغا محمد صاحب' مولانا گل حبیب' مولانا مجیب اللہ' نائب امیر دوم ڈاکٹر جلال شاہ صاحب' جنرل سیکریٹری حاجی محمد اشرف خواجہ خیل' خازن حاجی محمد شفیع' محمد رحیم صاحب' ملک حاجی نعمت اللہ صاحب' پروفیسر نجیب اللہ صاحب اور دیگر کارکنوں نے اپنے تعزیتی بیان میں کہا کہ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی امیر حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کی وفات سے جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ بھی پر نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا درخواستی مرحوم نے ملک و قوم کے لئے بہت سی قربانیاں دیں' وہ ایک شیخ الحدیث اور ممتاز عالم دین تھے۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ سپاہ صحابہؓ بلوچستان کے صوبائی صدر حضرت مولانا نیاز محمد ناطق باالحق اور صوبائی سالار نیاز الرحمٰن حیدری اور ضلعی سیکریٹری نسیم احمد' نثار احمد سفر' محمد درویش' محمد علی ناصر' امتیاز احمد' فیاض احمد' عطاء اللہ' امان اللہ' عزیز اللہ' نصیب اللہ اور دیگر کارکنوں نے حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ عالم اسلام ایک عظیم رہنما سے محروم ہوگئی ہے اور مولانا کے انتقال سے پیدا ہونے والا خلاء مدتوں پر نہیں ہوگا۔ انہوں نے سوگوار خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سپاہ صحابہؓ کے تمام کارکن ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب کرے (آمین)۔ نیز مدرسہ عربیہ اشرفیہ لورالائی میں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے صوبائی امیر حضرت مولانا محمد منیر الدین' نائب امیر مولانا عبدالواحد حافظ شاہ محمد' قاری انوار الحق حقانی' قاری عبدالرحیم رحیمی' حافظ سید سیف اللہ آغا' حاجی تاج محمد فیروز' حاجی نعمت اللہ خلیل الرحمٰن' چوہدری محمد طفیل اعوان' حافظ محمد انور خان مندوخیل' قاری عبداللہ منیر' قاری عبدالرحمٰن اور غلام یاسین آصف نے مشترکہ تعزیتی بیان میں ممتاز عالم دین شیخ الحدیث حافظ القرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ موت العالم موت العالم (ایک عالم کی وفات پورے عالم کی موت ہے)۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کی اسلام کے لئے قربانی سنہرے الفاظ میں تاریخ میں رقم کی جائے گی۔ خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ مولانا نے اپنی پوری زندگی دینی مدارس کے قیام اور قرآن و سنت کی اشاعت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ مولانا کی روح کو تسکین پہنچانے کے لئے اصل ذریعہ یہ ہے کہ ان کے مشن کو یعنی دین اسلام کی سربلندی اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جاری و ساری رکھیں۔ آخر میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی قبر پر کروڑوں رحمتیں برسائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)۔

انتقال پرملال پر تعزیت

ممتاز عالم دین' شیخ الحدیث' مدرسہ عربیہ حنفیہ کے مہتمم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لورالائی کے امیر مولانا عبید اللہ عرف گل خان صاحب انتقال کرگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مولانا عبید اللہ عرف گل خان صاحب کی وفات پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لورالائی کے نائب امیر مولانا ممتاز' مولانا آغا محمد صاحب' مولانا گل حبیب صاحب' مولانا مجیب اللہ' نائب امیر دوم ڈاکٹر جلال شاہ' جنرل سیکریٹری حاجی محمد اشرف' خواجہ خیل' حاجی محمد شفیع اور دیگر کارکنوں نے اور سپاہ صحابہؓ کے صوبائی صدر مولانا نیاز محمد ناطق باالحق' صوبائی سالار نیاز الرحمٰن حیدری' نثار احمد' نسیم صاحب' امتیاز احمد' محمد علی ناصر سفیر' محمد درویش اور دیگر کارکنوں نے مولانا عبید اللہ عرف گل خان صاحب کے انتقال پر گہرے دکھ کا اظہار کیا اور انہوں نے کہا کہ مولانا کی دینی خدمات طویل عرصے تک یاد رکھی جائیں گی۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور سوگوار خاندان کے ناقابل تلافی نقصان پر صبر ہمت سے برداشت کی توفیق عطا فرمائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے عہدیداروں کا انتخاب

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اراکین کا اجلاس حاجی بلند اختر نظامی کی صدارت میں ختم نبوت سینٹر مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں منعقد ہوا' جس میں آئندہ تین سالوں کے لئے عہدیداروں اور مجلس شوریٰ کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ سرپرست اعلیٰ مولانا سید نفیس الحسینی' سرپرست حاجی صغیر احمد' حافظ عبدالرحمٰن ٹاؤن شپ' امیر حاجی بلند اختر نظامی' نائب امیر قاری محمد زبیر' حاجی منظور احمد' ناظم اعلیٰ مولانا ظفر اللہ شفیق' ناظم مولانا محمد احمد مجاہد' حاجی طارق سعید خان' ناظم تبلیغ مولانا حافظ عبدالرشید ارشد' مولانا حفیظ الرحمٰن ربانی' ناظم اطلاعات حافظ افتخار احمد فخر' اعجاز بلوچ' خزانچی حاجی محمد قاسم' مجلس شوریٰ مولانا حفیظ الرحمٰن ربانی' مولانا خلیل الرحمٰن حقانی' مولانا محبوب احمد شاہ' مولانا سعید الرحمٰن احمد' مولانا سیف الدین سیف' مولانا عبید اللہ ارشد' شیخ سعید اقبال شاہی' عنایت اللہ' عبدالعزیز خان' قاری عاشق حسین' قاری غلام حسین' قاری نذیر احمد' مولانا محمد غازی' مولانا محب النبی' مولوی غلام قادر' محمد طاہر رزاق' محمد متین خالد' محمد صدیق شاہ' خالد سعید جانباز' میاں منیر احمد' رشید احمد سندھو' چوہدری ہارون فاضل' حافظ محبوب الٰہی' مولانا عبدالرحمٰن' خواجہ عزیز الرحمٰن' مولانا شاہ محمد کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

اجلاس میں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے حضرتؒ کے لئے دعا کی گئی' ایک قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اقوام متحدہ کی طرف سے قاہرہ میں منصوبہ بندی کانفرنس کا بائیکاٹ کیا جائے۔ ایک اور قرارداد میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کیا گیا کہ راجہ منور احمد قادیانی کو مشیر کے عہدہ سے الگ کیا جائے۔

بقیہ: قادیانیت عدالت کی روشنی میں

عدالت عالیہ لاہور میں اپیل دائر کردی۔ جناب جسٹس خلیل الرحمٰن نے اس مقدمہ کی سماعت کی اور ۱۷؍ستمبر ۱۹۹۱ء کو تاریخی فیصلہ سنایا، جس میں واضح کیا گیا کہ۔

"اس طرح مصلحت عامہ کے اسباب اور عام آدمی کی بھلائی اور مفاد، سالگرہ تقریبات پر پابندی لگانے کی از روئے قانون جائز بنیاد فراہم کرتا ہے جیسا کہ اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ریزیڈنٹ مجسٹریٹ نے ہدایات جاری کی ہیں۔ یہ بات پہلے ہی واضح کی جاچکی ہے کہ عام لوگ یعنی امت مسلمہ "احمدیوں" کی سرگرمیوں اور ان کے مذہب کی تبلیغ کی مزاحمت و مخالفت کرتی ہے تاکہ ان کے مذہب کا اصل دھارا پاک صاف اور غلاظت سے محفوظ رہے اور امت کی یکجہتی بھی برقرار رہے۔ ایسا کرنے سے قادیانیوں کے لئے ان کے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق پر نہ کوئی زد پڑتی ہے اور نہ ہی اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر اس پیٹیشن کو کسی استحقاق کے بغیر قرار دیتے ہوئے خارج کیا جاتا ہے۔"

گیارہواں فیصلہ

ننکانہ کے ناصر احمد قادیانی شخص نے ایک دعوتی کارڈ میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے مسلمانوں کی اصطلاحات استعمال کیں، جس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ کے حاجی عبدالحمید اور جناب میر شوکت علی شاہد نے ان کے خلاف ایف آئی آر کٹوائی۔ قادیانیوں کی طرف سے عدالت عالیہ لاہور میں مستقل ضمانت کی درخواست دائر ہوئی جس پر جناب جسٹس میاں نذیر اختر صاحب نے ۲ اگست ۱۹۹۲ء کو فیصلہ سنایا۔

"اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا اور حضور ﷺ یا اسلامی شعائر کو استعمال کرنا توہین کے زمرے میں آتا ہے اور اس جرم کی بناء پر ملزم دفعہ ۲۹۵۔ سی پی پی سی کا مرتکب ہوا جو دفعہ ۴۹۷ سی آر پی سی کی امتناعی شق کے زمرے میں آتا ہے۔ جس کے تحت ضمانت نہیں کی جاسکتی۔ ان کی درخواست خارج کی جاتی ہے۔"

بارہواں فیصلہ

عدالت عالیہ میں قادیانیوں کی طرف سے جو بھی اپیل خارج ہوتی رہی، قادیانی اس کے خلاف عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) میں اپیل پیش کرتے رہے، اس طرح ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۲ء تک آٹھ اپیلیں جمع ہوگئیں۔ ان مقدمات کی جب عدالت عظمیٰ نے سماعت شروع کی تو قادیانیوں کی طرف سے تاریخ لے لی گئی۔ آخر کار ان اپیلوں کی سماعت کے لئے ۵ رکنی بینچ تشکیل پایا، جس میں جناب جسٹس عبدالقدیر چوہدری، جناب جسٹس ولی محمد خان، جناب جسٹس افضل لون، جناب جسٹس سلیم اختر، جناب جسٹس شفیع الرحمٰن شامل تھے۔ ۱۹۹۱ء کے اواخر میں سماعت شروع ہوئی اور ۳ فروری ۱۹۹۳ء کو سماعت مکمل کرکے عدالت نے فیصلہ محفوظ کیا۔ اس فیصلہ کے بارے میں مرزا طاہر نے ۵؍فروری ۱۹۹۳ء کو پیش گوئی کی۔

"ہماری عدالت خود بہتر جانتی ہے کہ کس حکمت کے پیش نظر ان مقدمات کو سننے کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔ اب فضا بدلی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ میں پاکستان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ تم ہلاکت سے بچائے گئے ہو۔ اس ملک کے دن پھر جائیں گے، ضرور یہ ملک حق کی طرف واپس نہیں لوٹتا تو لوٹا دیا جائے گا۔ یہ خدا کی تقدیر کی طرف سے بہت پیارا مجھے اشارہ دکھائی دیا۔ جیسے لمبی اندھیروں کی رات کے بعد روشنی کی رمق دکھائی دے۔ بعض دفعہ بجھا ہوا دل یک دم کھل اٹھتا ہے۔ اللہ کے فضل کے ساتھ یہ زمانے کو بدل دے گا۔ آخر اتنی لمبی رات کے بعد پاکستان میں بھی نور کی ایک شعاع پھوٹی ہے۔"

لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرزا طاہر کی پیشگوئی اس کے جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح جھوٹی ثابت ہوئی اور مسلمانان پاکستان کے لئے سپریم کورٹ کا تاریخی فیصلہ ۳۰؍جولائی ۱۹۹۴ء کو پاکستان کے مسلمانوں کے لئے ایک نور اور روشنی ثابت ہوا۔

سپریم کورٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے ان کی تمام اپیلیں خارج کردیں اور ان کو حکم سنایا کہ وہ اپنے مذہب کے لئے الگ شعائر تجویز کریں اور سزا یافتگان کے لئے حکم ہوا کہ ان کی سزا پوری کی جائے۔ عدالت نے واضح کیا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس اور ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم نہ قرآن و سنت کے خلاف ہے اور نہ ہی بنیادی حقوق سے متصادم۔

اس طرح سپریم کورٹ نے تاریخی فیصلہ دے کر عقیدۂ ختم نبوت کی حقیقت کو واضح کردیا۔

بقیہ: اخلاق النبی ﷺ

اور عمامہ باندھتے۔ دائیں چھنگلی میں چاندی کی انگوٹھی پہنتے۔ اس پر محمد رسول اللہ منقش تھا۔ اور بعض اوقات بائیں چھنگلی میں پہن لیتے۔

آپؐ کو خوشبو بے حد پسند تھی اور بدبو سے نفرت کرتے۔ آپؐ فرمایا کرتے اللہ نے عورت اور خوشبو میں میرے لئے تلذذ (کا سامان) رکھا ہے۔ اور نماز کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنادیا ہے۔ آپؐ مشک اور غالیہ کو ملا کر یا صرف مشک کو ہی بطور خوشبو لگاتے عود اور کافور کو بطور دھونی استعمال کرتے۔

اثمد سرمہ لگاتے، اور بسا اوقات روزہ کی حالت میں بھی آپؐ نے سرمہ لگایا ہے۔ سر اور داڑھی کو کثرت سے تیل لگاتے تھے۔ سرمہ لگاتے وقت سلائی طاق (ایک ایک، تین تین یا دونوں آنکھوں میں تین یا پانچ) مرتبہ آنکھ میں پھراتے۔

ہر کام میں خواہ جوتا پہننے اتارنے کا ہو یا طہارت وغیرہ کا (داہنی طرف سے شروع کرنے کو آپ نے پسند فرمایا ہے۔ آپؐ آئینہ میں اپنا چہرہ بھی) دیکھتے تھے۔ سفر میں تیل کی بوتل، سرمہ دانی، آئینہ، کنگھی، قینچی، مسواک اور سوئی دھاگہ تک آپؐ کے پاس موجود رہتے۔ ایک رات میں (عموماً) تین مرتبہ مسواک کرتے۔ سونے سے قبل، تہجد کی نماز کے لئے بیدار ہونے کے بعد۔ اور نماز فجر کے لئے تشریف لے جاتے وقت۔ آپؐ نے سینگی بھی لگوائی ہے۔

کبھی کبھار آپؐ (لوگوں سے) مزاح بھی فرمالیتے مگر کبھی بھی سچ کے علاوہ کوئی لفظ آپؐ کی زبان سے ادا نہیں ہوا (چنانچہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے) ایک عورت آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ مجھے ایک اونٹ سواری کے لئے عطا کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا میں تو تجھے سواری کے لئے ایک اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ وہ کہنے لگی حضرتؐ مجھے بچہ کا کیا کرنا ہے؟ آپؐ نے (پھر) کہا میں تو تجھے اونٹنی کا بچہ ہی دوں گا۔ وہ (پھر) کہنے لگی حضرتؐ میرے وہ کس کام کا؟ تو لوگوں نے اسے سمجھایا کہ اونٹ اونٹنی کا ہی بچہ تو ہوتا ہے۔

(اسی طرح) ایک عورت آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ! میرا خاوند بیمار ہے اور آپؐ سے (اپنے پاس) تشریف لانے کی درخواست کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا شاید تیرا خاوند وہی ہے جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے؟ (وہ خاموشی) سے واپس آئی اور اپنے خاوند کی آنکھ کھول کر دیکھنے لگی۔ اس نے پوچھا تو یہ کیا کررہی ہے؟ کہنے لگی مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تیری آنکھوں میں سفیدی ہے۔ اس نے (ہنس کر) کہا کون سا ایسا انسان ہے جس کی آنکھوں میں سفیدی نہیں ہے؟

(ایسے ہی) ایک عورت حاضر خدمت ہوئی اور آپؐ سے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ اللہ سے (میرے لئے) دعا فرمائیے کہ وہ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپؐ نے (اس کا نام لے کر) فرمایا اے فلاں کی ماں! کوئی بوڑھی جنت میں داخل نہ ہوگی۔ وہ عورت روتی دھوتی واپس چلی تو آپؐ نے (اپنے پاس بیٹھنے والوں سے) فرمایا کہ اس کو جا کے بتادو کہ جب یہ جنت میں داخل ہوگی تو بوڑھی نہیں ہوگی (بلکہ بالکل نو عمر ہوگی) (پھر آپؐ نے قرآن مجید کی آیت) انا انشاناھن انشاء فجعلناھن ابکارا عربا اترابا تلاوت فرمائی۔

غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو انتہائی بلند اخلاق اور محاسن افعال کا مجموعہ بنا کر مبعوث فرمایا اور اس کا صحیح اظہار تو یہی آیت کررہی ہے۔ فرمان باری ہے۔ انک لعلی خلق عظیم (بے شک آپؐ کو عظیم ترین اخلاق عطا کرکے مبعوث کیا گیا ہے)۔

(ماخوذ از۔ الوافی بالوفیات العلامہ صفدیؒ ص ٦٦ تا ٧٠ ج ١)

مضت الدھور وما اتین بمثلہ
و لقد اتی فعجزن عن نظرائہ
کتنے زمانے بیت گئے مگر اس جیسا نہ لاسکے
اور جب وہ آگیا تو اب اس جیسا لانے سے عاجز آگئے

اللھم صل علی محمد و علی آلہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

تیرھویں سالانہ کل پاکستان عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

بتاریخ

۱۳، ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۹۴ء
بروز جمعرات، جمعہ شب و روز

بمقام

مسلم کالونی
صدیق آباد ~~ربوہ~~

زیر سرپرستی شیخ المشائخ حضرۃ مولانا **خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ** امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

یہ سالانہ کانفرنس حسب سابق پورے تزک و احتشام سے منعقد ہو رہی ہے، جس میں ملک بھر سے مشائخ عظام، اکابر علماء کرام، راہنمایان قوم، دانشور، وکلاء، طلباء حضرات شرکت فرمائیں گے۔ شمع رسالت کے پروانوں سے بھرپور شرکت کی استدعا ہے۔

(مولانا) عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون نمبر۔ ۴۰۹۷۸